مسلسل اشاعت کے باون سال

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

625/ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ ستمبر ۲۰۱۷ء

بیاد

شیخ الحدیث

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ مولانا راشد الحق سمیع

محمد شاہد حنیف
مجلس التحقیق الاسلامی، ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۵۲ [۱۷-۲۰۱۶ء]

اس اشاریے میں تمام مضامین کو موضوعاتی تقسیم کے بعد تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر درج کیا گیا ہے تاکہ ایک موضوع پر ایک ہی جگہ سے مضامین و کتب سے آگاہی ہو سکے۔

نقش آغاز

راشد الحق سمیع، حافظ — فورتھ شیڈول سے خلاصی اور شناختی کارڈ کی بحالی: دفاع کونسل پاکستان کا کارنامہ [اداریہ] — اکتوبر۲۰۱۶/۲-۴

راشد الحق سمیع، حافظ — امریکی صدارتی الیکشن میں اسلام دشمن ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت [اداریہ] — نومبر۲۰۱۶/۲-۳

راشد الحق سمیع، حافظ — مولانا مفتی حمید اللہ جان کا انتقال [اداریہ] — نومبر۲۰۱۶/۴

راشد الحق سمیع، حافظ — خیبر پختونخواہ میں مولانا مطلع الانوار کا انتقال [اداریہ] — نومبر۲۰۱۶/۴

راشد الحق سمیع، حافظ — طیارہ حادثہ: عالمی مبلغ جنید جمشید کی المناک جدائی [اداریہ] — دسمبر۲۰۱۶/۴

راشد الحق سمیع، حافظ — شام اور حلب میں آگ و خون کا کھیل [اداریہ] — دسمبر۲۰۱۶/۲-۳

راشد الحق سمیع، حافظ — ڈونلڈ ٹرمپ کا اسلام کے خلاف طبلِ جنگ [اداریہ] — جنوری۲۰۱۷/۲-۴

راشد الحق سمیع، حافظ — صدر وفاق المدارس مولانا سلیم اللہ خانؒ کا انتقال — جنوری۲۰۱۷/۴-۷

راشد الحق سمیع، حافظ — انٹرنیشنل تحریک ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالحفیظ مکیؒ کا انتقال — جنوری۲۰۱۷/۷-۹

راشد الحق سمیع، حافظ — دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اعظمیؒ کا انتقال — جنوری۲۰۱۷/۹

راشد الحق سمیع، حافظ — افغان صدر اشرف غنی کا مولانا سمیع الحق سے ٹیلیفونک رابطہ — مارچ۲۰۱۷/۴-۵

راشد الحق سمیع، حافظ — گلبدین حکمت یار اور افغان حکومت معاہدہ [اداریہ] — مئی۲۰۱۷/۲-۳

راشد الحق سمیع، حافظ — مولانا ریاست علی بجنوریؒ کا انتقال [اداریہ] — جون۲۰۱۷/۲

راشد الحق سمیع، حافظ — قانون مکافاتِ عمل اور مجرم نواز شریف کی کوچہ اقتدار سے بے دخلی [اداریہ] — اگست۲۰۱۷/۲-۵

راشد الحق سمیع، حافظ — برمی مسلمانوں کا قتل عام اقوام عالم کی خاموشی اور عالم اسلام کی بے حسی [اداریہ] — ستمبر۲۰۱۷/۱۲-۱۱

قرآنیات و علومِ حدیث

رفیق احمد بالاکوٹی — ولی اللہی نہج پر ایک نئی تفسیری کاوش! [تفاسیر امام لاہوریؒ، مرتب مولانا سمیع الحق] — اپریل۲۰۱۷/۳۰-۲۵

نور محمد ثاقب — علم اصولِ حدیث میں علماءِ احناف کی تصنیفی خدمات [قسط ۱۵ تا ۱۷]
مارچ۲۰۱۷/۲۸-۳۴، اپریل۲۰۱۷/۲۲-۲۴، مئی۲۰۱۷/۳۰-۳۸

محمد اسلام حقانی (مبصر) — تخریج حدیث کے اُصول ومبادی از صفی اللہ یوسف زئی — اگست ۲۰۱۷/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر) — جواہر التجوید از قاری عبدالرحمٰن — مارچ ۲۰۱۷/۶۳ + مئی ۲۰۱۷/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر) — ربط وخلاصہ تفسیر امام لاہوری وامام شاہ منصوری (تالیف: ابومحمد مفتی عبدالحمید) — ستمبر ۲۰۱۷/۶۴

ایمان وعقائد

انوار الحق، مولانا — مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیاں) [خطبۂ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی] — مارچ ۲۰۱۷/۱۹-۲۴
آصف محمود — قانونِ توہینِ رسالتؐ میں ترمیم، کیوں اور کیا؟ — مئی ۲۰۱۷/۲۷-۲۹
راشد الحق سمیع، حافظ — سوشل میڈیا پر توہین رسالتؐ اور حکومتی سردمہری [اداریہ] — مارچ ۲۰۱۷/۲-۴

بہادر خان حقانی (مبصر) — فقہ العقائد از حبیب الرسول عثمانی — اپریل ۲۰۱۷/۶۴
محمد اسرار بن مدنی (مبصر) — ربّ کے احسانات از گل رئیس نقشبندی — اپریل ۲۰۱۷/۶۴
محمد اسرار بن مدنی (مبصر) — مذاہبِ اربعہ میں توہینِ رسالتؐ اور توہینِ صحابہؓ کا تحقیقی جائزہ از مفتی ثناء اللہ — اپریل ۲۰۱۷/۶۳-۶۴

عبادات

انوار الحق، مولانا — برکات رمضان [خطبۂ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی] — مئی ۲۰۱۷/۲۰-۲۶
عبدالعظیم جانباز — حج اتحادِ اُمت کا سالانہ عالمی اِجتماع — اگست ۲۰۱۷/۳۹-۴۲

محمد اسرار بن مدنی (مبصر) — عبادت کو عادت بنائیں از گل رئیس خان — اکتوبر ۲۰۱۶/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر) — چہل حدیث، مسائل نماز از ظہور احمد الحسینی — مارچ ۲۰۱۷/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر) — نماز عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن از مفتی محمد نعیم — مئی ۲۰۱۷/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر) — اللہ کی پناہ میں آئیں تالیف ابوزہیر شہید — ستمبر ۲۰۱۷/۶۴

دعوت وتبلیغ اور تزکیۂ نفس

انوار الحق، مولانا — صبر کا مقام [خطبۂ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی] — اپریل ۲۰۱۷/۱۲-۱۶
انوار الحق، مولانا — صبر کی اہمیت [خطبۂ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی] — جون ۲۰۱۷/۲۱-۲۵
انوار الحق، مولانا — نیکی کی قدر ومنزلت [خطبۂ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی] — اگست ۲۰۱۷/۲۳-۲۷
سمیع الحق، مولانا — عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی/ قسط ۵۰ تا ۵۸]
اکتوبر ۲۰۱۶/ ۵-۱۹، نومبر ۲۰۱۶/ ۲۲-۲۸، دسمبر ۲۰۱۶/ ۲۵-۳۴، جنوری ۲۰۱۷/۱۴-۲۵، مارچ ۲۰۱۷/ ۶-۱۸، مئی ۲۰۱۷/ ۹-۱۹، جون ۲۰۱۷/ ۳-۲۰، اپریل ۲۰۱۷/ ۶-۱۶، اگست ۲۰۱۷/ ۱۰-۲۲، ستمبر ۲۰۱۷/ ۲۲-۳۳
محمد اسحٰق حقانی، مولانا — مولانا سمیع الحق کی ڈائری اور علمی منتخبات: ایک عظیم علمی دستاویزات — جون ۲۰۱۷/ ۶۵-۶۹

محمد اسلام حقانی (مبصر) — اصلاحِ گزاراشات از عبدالرزاق اسکندر — جون ۲۰۱۷/۷۹
محمد اسلام حقانی (مبصر) — اعترافِ ذنوب از شاہ وصی اللہ — اپریل ۲۰۱۷/۶۰-۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر) — الدعوت الی القرآن از محمد یوسف قریشی — اگست ۲۰۱۷/۶۰
محمد اسلام حقانی (مبصر) — پراثر بیانات از مفتی محمد رفیع عثمانی — جون ۲۰۱۷/۸۰

محمد اسلام حقانی (مبصر)	تربیتی بیانات از مفتی محمد تقی عثمانی	جون ۲۰۱۷/۸۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	حسنِ انتخاب از عماد الدین محمود	اپریل ۲۰۱۷/۶۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	صبر کے موتی از مولانا شفیق الرحمٰن	اگست ۲۰۱۷/۶۲

فقہ واجتہاد

محمد سمیع اللہ	عیدین کا چاند دیکھنے کا آسان ومتفقہ طریقہ کار	جون ۲۰۱۷/۷۰-۷۲
....	مقدس اوراق کی حفاظ [مکتوب]	دسمبر ۲۰۱۶/۵۹

سمیع الحق، مولانا	فتاویٰ حقانیہ (۶ جلدیں) کی اشاعت	اپریل ۲۰۱۷/۲
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	اسلام میں قیدیوں کے حقوق واحکام (پشتو) از عبدالباقی حقانی	اکتوبر ۲۰۱۶/۶۲
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	آداب الافتاء والقضا از ذاکر حسن نعمانی	اکتوبر ۲۰۱۶/۶۱
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	بدر الفتاویٰ از نور محمد ثاقب	مئی ۲۰۱۷/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	احکام الاسلام از محمد ایوب الہاشمی	اگست ۲۰۱۷/۶۱-۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	احکام القرآن از محمد ایوب الہاشمی	اگست ۲۰۱۷/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	التمہید لا صول الفقۃ از مولانا عبدالوہاب	جون ۲۰۱۷/۷۸
محمد اسلام حقانی (مبصر)	جامع الفتاویٰ جلد دوم از عبدالرحمٰن کوثر مدنی	اگست ۲۰۱۷/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	درر فرائد ترجمہ وشرح جمع الفوائد مترجم عاشق الٰہی میرٹھی	اپریل ۲۰۱۷/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	درس ہدایۃ النحو از مولانا تحسین اللہ	اگست ۲۰۱۷/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	درسِ شعب ایمان جلد سوم از مفتی محمد تقی عثمانی	جون ۲۰۱۷/۸۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	ذکر اجتماعی وجہری، شریعت کے آئینے میں از مفتی رضاء الحق	اگست ۲۰۱۷/۶۲-۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	سلام اور اسلام: السلام علیکم کے شرعی احکام از شیر عالم حقانی	مارچ ۲۰۱۷/۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	سنن وآداب قرآن وحدیث کی روشنی میں از ابوبکر بن مصطفیٰ	جون ۲۰۱۷/۸۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات از ظہور احمد الحسینی	دسمبر ۲۰۱۶/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	قرض کے فضائل، مسائل، اور احکام از منور حسین سواتی	اپریل ۲۰۱۷/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	کفایۃ الحکمۃ اردو شرح ہدایۃ الحکمۃ از محمد صابر حقانی	اکتوبر ۲۰۱۶/۶۴

معاشرت وسیاسیات

انوار الحق، مولانا	بدفالی ایک شرکیہ فعل [خطبۂ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی/۲/اقساط]	دسمبر ۲۰۱۶/۳۵-۳۸، جنوری ۲۰۱۶/۲۶-۲۹
متین احمد شاہ، سیّد	کیا خلافت ایک دینی اصطلاح ہے؟ [حلقہ غامدی کا مؤقف، دبستانِ شبلیؒ کے تناظر میں]	جون ۲۰۱۷/۳۴-۴۰
محمد رابع حسنی ندوی	مسلم معاشرہ اور مغربی فکر وثقافت	اکتوبر ۲۰۱۶/۴۰-۴۴
محمد مشتاق احمد	ظالم یا غاصب حکمران کے خلاف خروج کا مسئلہ	اکتوبر ۲۰۱۶/۵۲-۵۷
مرشد صاحب قاسمی	اسلام کا فلسفہ انسدادِ غربت	نومبر ۲۰۱۶/۳۴-۴۴

محمد اسلام حقانی (مبصر)	اربابِ علم وکمال اور پیشہ رزق حلال از مولانا عبدالقیوم حقانی	اپریل ۲۰۱۷/۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	سچائی کی تلاش (حقانیتِ اسلام) از ڈاکٹر قیصر علی	مارچ ۲۰۱۷/۶۲

نظامِ عدل

ابوالعباس خاں	مفتی اعظم کا فتویٰ اور اُمرائے سلطنت کی نیلامی [اسلام کے نظامِ عدل کی ایک جھلک]	جون ۲۰۱۷/۴۷-۴۹
انوار الحق، مولانا	خود احتسابی کا فقدان [خطبۂ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	اکتوبر ۲۰۱۶/۲۰-۲۴
انوار الحق، مولانا	ظلم اور زیادتی سے اجتناب [خطبۂ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	نومبر ۲۰۱۶/۲۹-۳۳
عبدالعظیم جانباز	قتلِ غیرت کا تحقیقی جائزہ	نومبر ۲۰۱۶/۴۷-۵۱
محمد عمیر، مفتی	اسلام کا نظام عدل	جون ۲۰۱۷/۲۶-۳۳

تعلیم و تعلیم اور دینی مدارس

ایاد احمد الشکری	وصایا مفیدة لطلبة العلم، عربی خطاب مع اُردو خلاصہ [مرتب: محمد اسامہ سمیع]	اگست ۲۰۱۷/۲۸-۳۲
حذیفہ غلام محمد	تعلیم و تربیت کے مغربی فلسفوں کا جائزہ	اکتوبر ۲۰۱۶/۴۵-۵۱
سلیم اللہ خان، مولانا	مدارس دینیہ اور پاکستان معاشرے کے لیے بڑھتے خطرات [PEF کی رپورٹ کا جائزہ]	دسمبر ۲۰۱۶/۵-۱۱
قیصر علی، ڈاکٹر	دینی تحریکات میں ربط و تعلق کی ضرورت و اہمیت [۲/اقساط]	اپریل ۲۰۱۷/۳۸-۴۵، مئی ۲۰۱۷/۴۷-۵۳
رفیق شنواری، مولانا	دینی مدارس میں ''ہم نصابی'' سرگرمیوں کی تشکیل اور اس کے مواقع	ستمبر ۲۰۱۷/۵۲-۵۹

محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	تدریب المعلمین [مرتب: سیّد ندیم فرحت+سیّد متقین الرحمٰن]	اکتوبر ۲۰۱۶/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	تحفظ مدارس اور علما و طلبا سے چند باتیں از عبدالرزاق اسکندر	جون ۲۰۱۷/۷۹

تصویرِ وطن

ادارہ	ملک بھر میں تحفظِ آئینِ پاکستان کے لیے تحریک چلانے کا فیصلہ	اگست ۲۰۱۷/۸-۹
ادارہ	۶۲ اور ۶۳ ترامیم کو حذف کرنے کا ارادہ اور اس کے بنانے میں سمیع الحق کا کردار	اگست ۲۰۱۷/۶-۷
راشد الحق سمیع، حافظ	فورتھ شیڈول سے خلاصی اور شناختی کارڈ کی بحالی: دفاع کونسل پاکستان کا کارنامہ [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۱۶/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	قانون مکافاتِ عمل اور مجرم نواز شریف کی کوچہ اقتدار سے بے دخلی [اداریہ]	اگست ۲۰۱۷/۲-۵
رضوان اللہ خان	بھارتی جاسوس کلبھوشن یادیو اور فکری غداروں کا ٹولہ	اپریل ۲۰۱۷/۵۳-۵۵
سمیع الحق، مولانا	''انقلاب'' یا آئین کے اسلامی دفعات کا خاتمہ	ستمبر ۲۰۱۷/۱۲-۱۸

جہاد، امنِ عالم اور...... ''دہشت گردی''

ادارہ	''جہاد اور دہشت گردی'' منعقدہ علما کانفرنس [مولانا سمیع الحق کے تحفظات]	مئی ۲۰۱۷/۴-۵
بلال الدین براہیمی	اسلام اور امنِ عالم [اقوامِ متحدہ سے چند اہم سوالات/۲/اقساط]	جنوری ۲۰۱۷/۴۶-۵۰، مارچ ۲۰۱۷/۴۰-۴۷
عبدالعظیم جانباز	سائنسی علوم: ایک مؤثر ہتھیار	جنوری ۲۰۱۷/۵۱-۵۴

اُمتِ مسلمہ

اسلم بیگ، مرزا	افغان طالبان اور روس کا ممکنہ معاہدہ	جون ۲۰۱۷/۵۰-۵۱
راشد الحق سمیع، حافظ	افغان صدر اشرف غنی کا مولانا سمیع الحق سے ٹیلیفونک رابطہ	مارچ ۲۰۱۷/۴-۵
راشد الحق سمیع، حافظ	گلبدین حکمت یار اور افغان حکومت معاہدہ [اداریہ]	مئی ۲۰۱۷/۲-۳
واضح رشید حسنی	موجودہ دور میں مسلم دانشوروں کی ذمہ داری	اگست ۲۰۱۷/۳۶-۳۸

ادارہ	برما کے مظالم پر مولانا سمیع الحق کا اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام کھلا خط	ستمبر ۲۰۱۷/۱۹۔۲۰
قبلہ ایاز، ڈاکٹر	روہنگیا مسلمانوں کا قضیہ: اصل حقائق کیا ہیں؟	ستمبر ۲۰۱۷/۴۶۔۵۱
راشد الحق سمیع، حافظ	برمی مسلمانوں کا قتل عام اقوام عالم کی خاموشی اور عالم اسلام کی بے حسی [اداریہ]	ستمبر ۲۰۱۷/۱۲-۱۱
ادارہ	برما، اراکان روہنگیا کے مسلمانوں پر ظلم	نومبر ۲۰۱۶/۵
راشد الحق سمیع، حافظ	شام اور حلب میں آگ و خون کا کھیل [اداریہ]	دسمبر ۲۰۱۶/۲۔۳
عامرہ احسان	سقوطِ حلب پر عالم اسلام کا سکوتِ مرگ	دسمبر ۲۰۱۶/۴۷۔۵۰
عبدالرؤف سکھروی	شام کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کیجیے	جنوری ۲۰۱۷/۳۰۔۳۴
محمد اسرار مدنی، مولانا	نائیجریا اور جنوبی کوریا کی مغوی خواتین کی رہائی میں سمیع الحق کا کردار	مئی ۲۰۱۷/۶۔۸

فتنۂ امریکہ و یورپ

اوریا مقبول جان	خوفزدہ نیویارک	دسمبر ۲۰۱۶/۳۹۔۴۰
ذاکر حسن نعمانی	امریکی یوتھ ایکسچینج پروگرام یا نوجوان نسل کی تباہی؟ [امریکی yes پروگرام]	دسمبر ۲۰۱۶/۴۱۔۴۶
راشد الحق سمیع، حافظ	امریکی صدارتی الیکشن میں اسلام دشمن ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۶/۲۔۳
راشد الحق سمیع، حافظ	ڈونلڈ ٹرمپ کا اسلام کے خلاف طبلِ جنگ [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۷/۲۔۴
مرزا اسلم بیگ	صدر ٹرمپ کی پراسرار شخصیت	مارچ ۲۰۱۷/۵۶۔۵۹
مزمل احمد فیروزی	امریکی صدارتی امیدوار ہیلری کی شکست اور صنفی امتیاز	نومبر ۲۰۱۶/۵۹۔۶۰
واضح رشید حسنی	یورپ بیداری سے پہلے [۲/اقساط]	اپریل ۲۰۱۷/۲۵۔۲۹، مئی ۲۰۱۷/۳۹۔۴۲
واضح رشید حسنی	یورپ کے داخلی مسائل کا جائزہ	مارچ ۲۰۱۷/۳۵۔۳۹
سمیع الحق، مولانا	امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی پاکستان و افغانستان کے بارہ میں نئی پالیسی پر احتجاج	ستمبر ۲۰۱۷/۲۱

سیرت النبیؐ و صحابہؓ

ادارہ (مصر)	خلاصہ نور الیقین فی سیرة سید المرسلینؐ از عمر عبدالجبار	جنوری ۲۰۱۷/۷۲
جاوید اختر ندوی	عشق و فدائیت کے لازوال نقوش [سیّدنا طلحہؓ]	نومبر ۲۰۱۶/۴۵۔۴۶

شخصیات، تذکرہ و وفیات

ابو رغدہ	سلیم اللہ خان کے انتقال پر دارالعلوم حقانیہ میں تعزیتی ریفرنس	جنوری ۲۰۱۷/۱۰۔۱۳
ابو رغدہ	مولانا محمد مطلع الانوار کا انتقال [مولانا سمیع الحق کا خطاب]	نومبر ۲۰۱۶/۱۸۔۲۱
اسامہ سمیع	مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم حقانیہ آمد و ارشادات [۳/اقساط]	نومبر ۲۰۱۶/۶۔۱۷، دسمبر ۲۰۱۶/۱۲۔۲۵، جنوری ۲۰۱۷/۳۵۔۴۵
اشرف علی مروت	رفیقۂ حیات کی یاد میں [مکتوب]	دسمبر ۲۰۱۶/۶۲
ثناء اللہ ڈیروی	یاایھا النفس المطمئنة [مولانا سلیم اللہ خان کی اپنے استاذ مولانا عبدالحق سے عقیدت]	اپریل ۲۰۱۷/۳۶۔۳۷
جواد علی شاہ حقانی	امام طحاویؒ کی شرح مشکل الآثار: ایک تعارف	جون ۲۰۱۷/۴۱۔۴۶

راشد الحق سمیع، حافظ	انٹرنیشنل تحریک ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالحفیظ مکیؒ کا انتقال	جنوری ۲۰۱۷/۷-۹
راشد الحق سمیع، حافظ	خیبر پختونخواہ میں مولانا مطلع الانوار کا انتقال [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۶/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اعظمیؒ کا انتقال	جنوری ۲۰۱۷/۹
راشد الحق سمیع، حافظ	صدر وفاق المدارس مولانا سلیم اللہ خانؒ کا انتقال	جنوری ۲۰۱۷/۴-۷
راشد الحق سمیع، حافظ	طیارہ حادثہ: عالمی مبلغ جنید جمشید کی المناک جدائی [اداریہ]	دسمبر ۲۰۱۶/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا ریاست علی بجنوریؒ کا انتقال [اداریہ]	جون ۲۰۱۷/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا مفتی حمید اللہ جان کا انتقال [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۶/۴
سعید الحق جدون	امام بخاری کے تدریسی منہج کے اصول	اگست ۲۰۱۷/۴۳-۵۰
شفیق الدین الصلاح	اُردو زبان کا مقام و مرتبہ اور علماءِ ہند کا ذوق	جون ۲۰۱۷/۵۲-۵۳
عرفان الحق حقانی	تذکرہ تین بزرگوں کا [سلیم اللہ خان، عبدالحفیظ مکی، عطاء الرحمٰن جہانگیروی]	جنوری ۲۰۱۷/۵۵-۶۵
عرفان الحق حقانی	حضرت مولانا سیف الرحمٰن کا انتقال	اگست ۲۰۱۷/۵۲-۵۴
عرفان الحق حقانی	حضرت مولانا قاری حق نواز کی شہادت	اگست ۲۰۱۷/۵۴-۵۷
عرفان الحق حقانی	فاضل دیوبند مولانا محمد مطلع الانوار کا انتقال	نومبر ۲۰۱۶/۵۲-۵۵
عرفان الحق حقانی	مولانا مفتی حمید اللہ جان مروتؒ کا انتقال	نومبر ۲۰۱۶/۵۵-۵۸
فصیح الدین (پی ایس پی)	امریکی دانشوروں کی مولانا سمیع الحق سے ناانصافی	مئی ۲۰۱۷/۴۳-۴۶
انوار الحق، مولانا	علم و عمل کا پیکر (مولانا سلیم اللہ خان)	ستمبر ۲۰۱۷/۳۴-۳۷
قاضی فضل اللہ، مولانا	تذکرہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ	ستمبر ۲۰۱۷/۳۸-۴۵

عرفان الحق حقانی (مبصر)	ذکرِ عارف [مرتب: بشیر حسین حامد]	نومبر ۲۰۱۶/۶۴
عرفان الحق حقانی (مبصر)	سیرت و سوانح حضرت مولانا لاہوریؒ از مولانا عبدالمعبود	نومبر ۲۰۱۶/۶۳
عرفان الحق حقانی (مبصر)	ارمغانِ فانی (مولانا محمد ابراہیم فانی) از نور اللہ نور	جنوری ۲۰۱۷/۶۹
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شرفِ تابعیت از ظہور احمد الحسینی	اکتوبر ۲۰۱۶/۶۲
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	سوانح قطب عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری از عبدالخالق آزاد	اپریل ۲۰۱۷/۶۲-۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	الفقہ فی السند (فقہائے سندھ اور ان کی فقہی خدمات) از اللہ بخش ایاز	اپریل ۲۰۱۷/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	آبا کے دیس میں (سفرنامۂ ہند) از زبیر احمد صدیقی	اگست ۲۰۱۷/۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	تذکرہ حضرت درخواستی کتب و رسائل میں از بشیر حسین حامد	اگست ۲۰۱۷/۶۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	تذکرہ و سوانح حضرت مولانا خان محمد از مولانا عبدالقیوم حقانی	اپریل ۲۰۱۷/۶۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات از بشیر حسین حامد	اگست ۲۰۱۷/۶۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	سفرنامہ دہلی از شفیق احمد سلیم ملکانوی	اپریل ۲۰۱۷/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	علامہ قاضی محمد زاہد الحسینی تصنیف و تالیف کے میدان از بشیر حسین حامد	اگست ۲۰۱۷/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	علمی اور مطالعاتی زندگی از مولانا عبدالقیوم حقانی	اپریل ۲۰۱۷/۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	کعبہ میرے آگے (سفرنامۂ حج) از مولانا عبدالقیوم حقانی	اپریل ۲۰۱۷/۶۱-۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	مولانا حسین احمد مدنیؒ سوانح و افکار از محمد اسماعیل شجاع آبادی	اپریل ۲۰۱۷/۶۰
محمد عامر حجابی (مبصر)	شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عبدالسلام [مرتب: راشد علی زئی]	نومبر ۲۰۱۶/۶۴

محمد اسلام حقانی (مبصر)	امام حسن بصری احوال و آثار [تصنیف: ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ]	ستمبر۲۰۱۷/۶۳

مکتوبات

اشرف علی مروت	مکتوب	اکتوبر۲۰۱۶/۵۹
عبدالرحمٰن عارف	مکتوب	اکتوبر۲۰۱۶/۵۸
محمد اسلام حقانی (مبصر)	ماثر و مکاتیب مولانا عبدالمعبود از محمد طیب حقانی	اپریل۲۰۱۷/۶۲

صحافت

ادارہ (مبصر)	سہ ماہی الصدیق صوابی [مدیر: مفتی منفعت احمد]	جنوری۲۰۱۷/۷۲
عبداللہ، صاحبزادہ (مبصر)	مجلّہ کرم گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، بنوں [مدیر: پروفیسر محمد ارشد]	دسمبر۲۰۱۶/۶۴

تعارفِ کتب [متفرق]

سمیع الحق، مولانا	دارالعلوم حقانیہ اور موتمر المصنفین کی نئی علمی کاوشیں [اداریہ]	اپریل۲۰۱۷/۲
سمیع الحق، مولانا	کتاب دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت کی اشاعت	اپریل۲۰۱۷/۴-۵
سمیع الحق، مولانا	کتاب دعواتِ حق (۴ جلدیں) کی اشاعت	اپریل۲۰۱۷/۳
عبدالقیوم حقانی، مولانا	امام لاہوریؒ کے تفسیری افادات کی حفاظت، مولانا سمیع الحق کا عظیم کارنامہ	مارچ۲۰۱۷/۲۵-۲۷
محمد شاہ، قاری	خطباتِ مشاہیر از مولانا سمیع الحق [مکتوب]	دسمبر۲۰۱۶/۶۰
احسان الرحمٰن عثمانی	دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت: مؤتمر المصنفین کی ایک نئی کاوش	جون۲۰۱۷/۵۴-۶۴
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ از ڈاکٹر محمد عمران	جنوری۲۰۱۷/۶۹-۷۰

متفرقات

عصمت اللہ، ڈاکٹر	غزوہ سندھ و ہند کی پیشین گوئی	اکتوبر۲۰۱۶/۲۵-۳۹
علی عمران	غامدی یا امریکی بیانیہ؟ [فکر غامدی پر ایک نظر]	مارچ۲۰۱۷/۴۷-۵۵
محمد یاسر نعمانی	دینی علوم کی تدوین و اشاعت ڈیجیٹلائزیشن کی تحریک [مکتبہ جبریل]	دسمبر۲۰۱۶/۵۱-۵۸
بہادر خان حقانی (مبصر)	کایا پلٹ (ماہنامہ محاسن اسلام ملتان کے مضامین کا انتخاب) [مرتب: محمد اسحاق ملتانی]	مارچ۲۰۱۷/۶۲
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	ماہنامہ الشریعہ گوجرانولہ کا ''طرزِ فکر اور پالیسی'' نمبر [مدیر: عمار خان ناصر]	جنوری۲۰۱۷/۷۱
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	مشاہدات و تاثرات از عبدالرزاق اسکندر	جنوری۲۰۱۷/۷۰-۷۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	اعراب النحوفی حل تسهیل النحو از عبدالقیوم مردانی + مولانا سمیع اللہ	مارچ۲۰۱۷/۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	توضیح الفلسفہ از مولانا مجیب الرحمٰن	جون۲۰۱۷/۷۸-۷۹
محمد اسلام حقانی (مبصر)	مقالاتِ امینی از نور عالم خلیل امینی	اکتوبر۲۰۱۶/۶۱

دارالعلوم کے شب و روز

ادارہ	جامعہ کے نئے تعلیمی سال میں داخلے	اپریل۲۰۱۷/۵۹ + مئی۲۰۱۷/۶۳ + جون۲۰۱۷/۷۷
حزب اللہ جان	دارالعلوم حقانیہ کی روداد تقریب ختم بخاری شریف	اپریل۲۰۱۷/۴۶-۵۲
راشد الحق سمیع، حافظ	دارالعلوم کے پرانے دارالحدیث کے انہدام سے پہلے آخری درس	مئی۲۰۱۷/۶۱

عبدالرؤف قریشی　دارالعلوم حقانیہ،نظریہ پاکستان کا بیس کیمپ [مکتوب]　جون ۲۰۱۷/۴۳/۷۲-۷۵

عرفان الحق حقانی　قدیم درالتدریس و دارالحدیث کی بلڈنگ کی جگہ نئے پانچ منزلہ درالتدریس　مئی ۲۰۱۷/۵۴/۲۰۱۷-۶۰

محمد اجمل قادری،مولانا　دارالعلوم حقانیہ ایک مشن،ایک تحریک اور ایک نظریہ [خطاب،مرتب:محمد اسامہ سمیع]　اگست ۲۰۱۷/۳۳/۲۰۱۷-۳۵

حامد الحق حقانی　[اکتوبر ۲۰۱۶] وزیر داخلہ چودھری نثار سے حضرت مہتمم کی ملاقات......حضرت مہتمم کی مصروفیات ......مسافرانِ آخرت[نومبر ۲۰۱۶] ......حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات ......دارالعلوم میں مہمانانِ گرامی کی آمد ......وفاق المدارس کے اجلاس میں نائب مہتمم کی شرکت ......جمعیت علماءِ اسلام کا اعلیٰ سطحی مشاورتی اجلاس ......دارالعلوم کے شعبہ بنات مدرسہ ہاجرہ کے پہلے امتحانی نتائج ......مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم آمد ......ایرانی اہلِ سنت علما کے وفد کی دارالعلوم آمد ......مسافرانِ آخرت[دسمبر ۲۰۱۶] ......تبلیغی جماعت بس حادثہ ......گورنر اقبال ظفر جھگڑا کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات......مولانا فضل الرحمٰن کی حضرت مہتمم صاحب کی رہائش گاہ پر آمد......افغانستان کے اشرف غنی کے خصوصی نمائندہ وسفیر عمر ضاخیل وال کی آمد......مولانا سمیع الحق کی مصروفیات ......دارالعلوم میں تقسیم انعامات کی تقریب ......مسافرانِ آخرت[جنوری ۲۰۱۷] ......حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات[دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس]......صدر وفاق المدارس صاحب کا انتقال پر دارالعلوم حقانیہ میں تعزیتی ریفرنس......رابطہ عالم اسلامی کے اجلاسوں میں شرکت ......اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں تقریب......افغان سفیر کی دارالعلوم آمد......کے پی کے اسمبلی کے اسپیکر کی دارالعلوم آمد......مولانا انوار الحق صاحب کی وفاق کے تعزیتی اجلاس میں شرکت......اہم علماءِ کرام کی آمد......دارالعلوم کے ششماہی امتحانات وتعطیلات[مارچ ۲۰۱۷] ......حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات......حضرت مہتمم صاحب کی مکہ مکرمہ روانگی......افغان مہاجرین کمیٹی کی مہتمم صاحب سے ملاقات ......الیکٹرانک میڈیا کی حضرت مہتمم صاحب سے ملاقاتیں اور دیگر مصروفیات[اپریل ۲۰۱۷] ......جلسہ دستار بندی و تقریب ختم بخاری شریف......دارالعلوم کے سالانہ امتحانات اور تعطیلات......حضرت مہتمم صاحب کی رابطہ عالم اسلام مکہ مکرمہ کانفرس میں شرکت ......حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات[مئی ۲۰۱۷] ......حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات......دفاع پاکستان کونسل اور جمعیت علماءِ اسلام کے اجلاسوں میں شرکت ......جمعیت علماءِ اسلام کا مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس ......دارالعلوم کا اعزاز ......نائب مہتمم مولانا انوار الحق صاحب کی مصروفیات ......ادارہ کے لائبریرین مولانا راحت نیاز کی شادی خانہ آبادی[جون ۲۰۱۷] ......تبلیغی جماعت کے وفود کی دارالعلوم آمد......مدیر الحق کی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان ملاقات......احاطہ امام بخاری کی دو منزل اور مسجد تہہ خانہ کمروں پر کام کا آغاز...... ماہنامہ الحق کے خصوصی وقائع نگار واشاریہ ساز شاہد حنیف کے والد کا انتقال[اگست ۲۰۱۷] ......حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات......مسجد نبویؐ کے مؤذن الشیخ ڈاکٹر ایاد الشکری کی دارالعلوم آمد......عبدالغفور حیدری صاحب کی حضرت مہتمم صاحب کی رہائش گاہ آمد......فکر حمید گلؒ کنونشن اسلام آباد میں حضرت مہتمم صاحب کی شرکت

[ستمبر ۲۰۱۷] حضرت مہتمم کا امریکی صدر کی دھمکیوں کے خلاف مظاہرہ۔ جمعیت کی آل پارٹیز کانفرنس۔عیدالاضحیٰ اجتماع۔جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس۔فاٹا اصلاحات کانفرنس میں شرکت ۔مولانا عبدالرؤف فاروقی اور مولانا فہیم الحسن تھانوی صاحبان کی دارالعلوم آمد۔تحفظ دینی مدارس و ملک بچاؤ کانفرنس میں شرکت ۔ عیدالاضحیٰ کی تعطیلات اور اسباق دوبارہ شروع ۔جناب محمد عثمان بدرشی کی وفات۔ مفتی محمد اسامہ کے والد کی وفات،جناب اشرف علی کے والد کی وفات،حضرت مہتمم صاحب کا دورہ بنوں وکرک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمَا

جلد نمبر 52
شمارہ نمبر 12
ذوالحجۃ ۱۴۳۸ھ
ستمبر 2017

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: برمی مسلمانوں کا قتل عام اقوام عالم کی خاموشی اور عالم اسلام کی بے حسی......راشد الحق سمیع ۱۰
- ''انقلاب'' یا آئین کے اسلامی دفعات کا خاتمہ؟......حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۲
- برما کے مظالم پر مولانا سمیع الحق کا اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام کھلا خط ....ادارہ ۱۹
- امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی پاکستان و افغانستان میں نئی پالیسی پر مولانا سمیع الحق کا احتجاج ۲۱
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ....مولانا عرفان الحق حقانی ۲۲
- علم و عمل کا عظیم پیکر (حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ)......شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۳۴
- تذکرہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ .... قاضی فضل اللہ شمالی امریکہ ۳۸
- روہنگیا مسلمانوں کا قضیہ: اصل حقائق کیا ہیں؟............ پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز ۴۶
- دینی مدارس میں ''ہم نصابی سرگرمیوں'' کی تشکیل اور اس کے مواقع......مولانا محمد رفیق شنواری ۵۲
- دارالعلوم کے شب و روز ....مولانا حامد الحق حقانی ۶۰
- تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۳

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

برمی مسلمانوں کا قتل عام اقوام عالم کی خاموشی اور عالم اسلام کی بے حسی

آج برما روہنگیا مسلمانوں کی حالت زار پر ہر رنگ، نسل اور مذہب کے لوگ ماتم کناں ہیں، ظلم و بربریت کے ہولناک مناظر سوشل میڈیا پر ہر ایک کے سامنے ہے مگر نہ تو عالم اسلام جاگ رہا ہے اور نہ عالم مغرب کو کوئی پرواہ ہے۔ وقتی اظہار ہمدردی، مگر مچھ کے آنسوے بہانا اور ایک آدھ بیان دے کر جان چھڑانا موجودہ بے ضمیر سیاستدانوں اور اربابِ حل وعقد کا وطیرہ رہا ہے۔ برما کے لوگ کتنی بار آگ میں جھلس گئے، کتنی بار بے گھر ہوئے، کتنی بار سمندر کی لہروں میں غرق ہوئے، مگر اب تک کوئی دیرپا کوشش کوئی لائحہ عمل طے نہ ہوسکا جس سے ان معصوم بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور جوانوں کی دادرسی ہوسکے اور آئندہ کیلئے وہ آرام وچین کی زندگی گزار سکیں۔ آج برما پر لکھنے کیلئے دوبارہ عزم کیا تو پرانی تحریر یاد آگئی تحریر پر نظر دوڑانے کے بعد خیال آیا کہ پانچ سال قبل جن خدشات کا اظہار کیا تھا آج بھی تاریخ اپنے آپ کو دوہرا رہی ہے اور پانچ سال بعد بھی روہنگیا میں وہی حالات بدستور بد سے بدتر ہوگئے ہیں۔ لہٰذا مزید زخم کریدنے اور خامہ فرسائی وآنسو بہانے کے بجائے وہی پرانے داغ دل نذر قارئین ہیں......

میرے ساتھ چلنے والے تجھے کیا ملا سفر میں
وہی دُکھ بھری زمین ہے وہی غم کا آسماں ہے

کرہ ارض پر بدقسمت مسلمان کسی ٹوٹی تسبیح کے بکھرے دانوں کی طرح تتر بتر پڑے ہوئے ہیں اور عالم کفران پر کئی دہائیوں سے ظلم وستم کے ہنر آزما رہا ہے۔ آج کے اس بدقسمت ستم ایجاد عہد میں انسانوں، جانوروں اور حتیٰ کہ حشرات الارض، نباتات، جمادات، جنگلوں، سمندروں اور پہاڑوں تک کے حقوق ہیں اور انہیں تحفظ حاصل ہے لیکن مسلمان نامی کسی بھی شخص کو یہ حقوق حاصل

نہیں۔ یہی بد قسمت مسلمان برما میں بھی کئی عشروں سے ہر روز سسک سسک کر جیتا اور مر رہا ہے، اراکان کے مسلمانوں پر گزشتہ کئی سالوں سے جان بوجھ کر قیامت بپا کرائی گئی ہے اور وہاں کی فاشسٹ فوجی آمر حکومت اور بدھسٹ اکثریت کے غنڈے مسلمانوں کی بستیوں کی بستیاں زندہ جلا رہے ہیں۔ تلواروں اور نیزوں سے ان کے جسم کے ٹکڑے بنا رہے ہیں، نوے ہزار کے قریب کو پابند سلاسل کر دیا گیا ہے اور لاکھوں کو زبردستی جلاوطنی پر مجبور کر دیا گیا ہے (اور جنہیں برادر ملک بنگلہ دیش قبول کرنے کو بھی تیار نہیں) یہ سب ظلم و عدوان برمی مسلمانوں کو ناکردہ گناہوں اور بے یارومددگار ہونے کی وجہ سے ان پر ڈھایا جا رہا ہے اور اس بات کی سزا وقت کے فراعنہ انہیں دے رہے ہیں کہ وہ بت کدوں اور ظلمت کدوں میں گھرے کفرستان (برما، اراکان) میں توحید کے ترانے پر کیوں قائم ہیں؟ اور اسلام کے لٹے پٹے قافلہ سخت جاں کے آج تک کیوں امین بنے ہوئے ہیں؟ کہ

ع اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

یہاں قابل مذمت امر یہ ہے کہ برما کے مسلمانوں کے اس قتل عام پر اقوام متحدہ، انسانی حقوق کے تمام ادارے خصوصاً ایمنسٹی انٹرنیشنل، امریکہ، مغربی ممالک اور یورپی ذرائع ابلاغ خبر کی حد تک تو متحرک ہوتے ہیں مگر عملی طور پر کوئی اقدام نہ دارد، اور خصوصاً پاکستانی میڈیا نے بھی چپ سادھ لی ہوئی ہے، معمولی سے واقعات پر زمین و آسمان ایک کر دیتے ہیں مگر عالم اسلام کے ایک بڑے حصے میں بپا قیامت کے مظالم سے دنیا کو آگاہ کرنے کیلئے اس کے پاس کوئی وقت نہیں۔ مسلمانوں کی نام نہاد تنظیم او آئی سی بھی اس درندگی پر کسی مقدس مزار کی مانند خاموش اور گنگ بنی بیٹھی ہے۔

پاکستان کی لولی لنگڑی اور غلام وزارت خارجہ اپنی روایتی نااہلی اور بے حسی کا مظاہرہ کر رہی ہے، اگر حکومت پاکستان دوست ملک چین کی توجہ اس ظلم و بربریت کے خلاف مبذول کرائے تو برما جو چین کا بغل بچہ ہے اسے چین آنکھیں دکھا سکتا ہے، لیکن یہ سب کچھ کون کرے گا؟ برما کے مسلمانوں کے گھروں کی آگ کی تپش یہاں کے سنگدل اور سنگلاخ سیاست دانوں اور بیوروکریٹس (جو یخ بستہ دفتروں میں بیٹھ کر ان کے دل و دماغ بھی یخ بستہ ہو گئے ہیں) محسوس نہیں کرتے ان میں دینی غیرت کی چنگاریاں اب جلائے نہیں جلتیں۔ افسوس صد افسوس! عالم اسلام کی بے حسی پر کہ سالوں سال خون مسلم کی ارزانی پر انہیں کچھ سنائی اور کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

خصوصی تحریر: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

''انقلاب'' یا آئین کے اسلامی دفعات کا خاتمہ؟

یہ مضمون حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے بلائے گئے آل پارٹیز کانفرنس بعنوان ''تحفظ آئین پاکستان'' کیلئے تحریر فرمایا تھا جو کہ ملک کے چوٹی کے اخبارات میں شائع ہوا، کانفرنس میں تمام مذہبی اور سیاسی قائدین نے شرکت کی اور حضرت مہتمم صاحب کے اس موقف کی تائید کی کہ درج ذیل مضمون جہاں آئین میں موجود اسلامی شقوں کی نشاندہی کرتا ہے، وہیں مولانا سمیع الحق صاحب کی اسلامی قانون سازی میں عظیم کردار کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ آخر میں کانفرنس کا اعلامیہ شامل ہے جس سے اہم نکات سامنے آئے۔(محمد اسرار مدنی)

وطن عزیز پاکستان کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔ایک طرف امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی طرف سے پے در پے دھمکیاں مل رہی ہیں تو دوسری طرف اندرونی طور پر سیاسی خلفشار، آج کی نشست میں سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے حالیہ ''انقلابی نعروں'' کے پس منظر و پیش منظر پر چند گزارشات پیش کروں گا۔

میاں صاحب نے اپنے دورِ وزارت میں اصلاح اور انقلاب کے تمام راستے مسدود رکھے مگر اچانک اب اسے انقلاب کیسے یاد آیا؟ کیا یہ انقلاب آئین سے اسلامی شقوں کا خاتمہ کرنے کا پیش خیمہ تو نہیں؟ ماضی میں بھی ہم میاں صاحب کے ڈسے ہوئے ہیں، پوری قوم کو معلوم ہے جب ہم نے سینیٹ سے شریعت بل پاس کرا کر ملک میں انقلابی راستہ کھول دیا جس کا مقصد پاکستان کی سیاسی، عدالتی اور معاشی نظام کو اسلام کے سانچے میں ڈالنا تھا۔اس بل کو پاس کرانے کیلئے سالہا سال طویل جدوجہد کی گئی، ملک بھر میں گلی گلی ،کوچے کوچے ،نگر نگر، سیمینارز، کانفرنس، لانگ مارچ، ریلیاں اور جلسے ہوتے رہے۔استصواب رائے کیلئے لاکھوں محضرنامے جمع کیے گئے۔ پارلیمنٹ کے سامنے حضرت والد مولانا عبدالحق مرحوم کی قیادت میں لاکھوں افراد نے دھرنا دیا۔بالآخر لازوال جدوجہد کے بعد یہ شریعت بل سینیٹ سے متفقہ طور پر منظور کرایا، جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ قرآن و سنت کو ہر دستور اور قانون پر بالادستی ہوگی۔اللہ تعالیٰ (حاکمیت مطلق) کو ساورنٹی (Sovereignty) حاصل ہوگی، ملک کے ہر اہم ادارے کو اس بنیادی اصول کے ماتحت کرنا ہوگا۔

شریعت بل اور میاں صاحب کا کردار

مگر جب یہ پاس کردہ بل اس وقت کے قومی اسمبلی میں منظوری کیلئے پیش کیا گیا تو اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف نے اس بل کو ایک غیر اسلامی شق کے ساتھ مشروط کر دیا کہ ''بل اس شرط پر نافذ ہو گا کہ ملک کا موجودہ سیاسی، معاشی اور عدالتی نظام متاثر نہ ہو''۔ اس طرح بڑی ڈھٹائی سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن وسنت کی بالادستی کا راستہ روکا گیا، اس اقدام سے میاں صاحب کے دین وشریعت کے معاملے میں بے حسی بلکہ منافقانہ رویہ ہمارے لئے خطرے کی گھنٹی ہے، ان کا بس چلے تو وہ دستور کی دیگر اہم اسلامی ترامیم پر بھی چھری پھیر دیں گے۔ ان اسلامی دفعات خصوصاً توہین رسالت ایکٹ، امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مغربی اقوام یہودی اور قادیانی ملک کی سیکولر ولبرل لابیاں سیخ پا ہو کر مسلسل ان کے خاتمے کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ اس معاملے میں ان کی سنجیدگی کا یہ عالم ہے کہ سابق صدر امریکہ باراک اوبامہ نے اپنے خصوصی مسلمان ایلچی ومشیر مسٹر رشاد حسین کی قیادت میں ایک وفد بھیجا جو مجھ سے بھی ملا۔ دو گھنٹے کی مجلس کا خلاصہ یہ تھا کہ مسٹر اوبامہ ان دو دفعات (امتناع قادیانیت اور توہین رسالت) کو آئین سے ختم کرانے کے خواہشمند ہیں۔

دفعہ باسٹھ تریسٹھ

آئین کے دفعہ 62,63 جسکی وجہ سے میاں صاحب برطرف کیے گئے آٹھویں ترمیم کا حصہ ہے۔ مجھے بحیثیت مسلمان اور پاکستانی اس حقیقت کے اظہار پر فخر ہے کہ ان اسلامی دفعات اور ترمیمات کرانے میں جنرل ضیاء الحق کی وفاقی مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں میری طویل جدوجہد اور صدر ضیاء الحق کو راضی کر کے اسے آٹھویں ترمیم کا حصہ بنانے میں میرا اہم اور کلیدی کردار رہا ہے۔ میں خود ان تمام اسلامی دفعات کی جدوجہد کا حصہ رہا بلکہ 1973ء کے دستور کی منظوری سے لیکر اب تک بیس پچیس سالوں کی محنتیں شامل ہیں۔

میرے خیال میں میاں نواز شریف یا ان کے ہمنوا صرف دفعہ 62,63 ختم کرنے کے درپے نہیں بلکہ وہ آٹھویں ترمیم میں شامل تمام دفعات کو ختم کرنے کی شروعات کر رہے ہیں۔ عمارت کی بنیادوں کی ایک اینٹ سرکا دینے کے بعد یہ سلسلہ رکے گا نہیں بلکہ اسلامی تشخص کے علاوہ ملک کے وفاقی استحکام، علاقائی لسانی اور علیحدہ پسند قوتوں کو مذموم عزائم کی تکمیل کا دروازہ کھل جائے گا۔ کرپٹ حکمران اور عناصر احتساب کے راستے سپریم کورٹ وغیرہ بند کر کے من مانی کرنے میں آزاد ہو جائیں گے۔

اہم اسلامی دفعات کا تعارف

وہ اہم دفعات کونسے ہیں جن کو میاں صاحب کے نام نہاد ''انقلاب'' سے خطرہ ہے۔ بطور مثال

چند دفعات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) آرٹیکل 2A کے تحت قرار داد مقاصد میں بیان کردہ اُصول اور احکام کو دستور کا مستقل حصہ بنایا گیا۔جواب آئین کی اساس اور روح ہے۔

(۲) آرٹیکل 31 اسلامی طریقہ زندگی کے تحت زکوٰۃ اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کے اہتمام کے ساتھ''عشر'' کا اضافہ کیا گیا۔

(۳) آرٹیکل 62 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے رکنیت کیلئے اہلیت کے تحت نا اہلی کے شرائط میں برے کردار احکام اسلام سے انحراف ، اسلامی تعلیمات سے لاعلمی، فاسق ،غیر ایماندار جھوٹی گواہی دینے والا،ملک کی سالمیت کے خلاف کام کرنے جیسے شرائط کی ترمیم کرائی گئیں جبکہ کسی اہم منصب کیلئے دینی اہلیت کا لحاظ حکم الٰہی ہے اسی طرح اس شخص نے''پاکستان بننے کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام نہ کیا ہو اور نظریہ پاکستان کی مخالفت نہ کی ہو'' کو بطور خاص شامل کیا گیا۔

(۴) آرٹیکل''63'' میں نا اہلی کی شرائط میں پاکستان کے اقتدار اعلیٰ سالمیت یا امن عامہ کے قیام یا پاکستان کی عدلیہ کی دیانت داری یا جو پاکستان کے مسلح افواج یا عدلیہ کو بدنام کرے یا اس کی تضحیک کا باعث ہو۔اسی طرح اخلاقی پستی وغیرہ میں ملوث ہو جیسی ترامیم کی گئی۔

(۵) آرٹیکل 113 میں قومی اسمبلی کی طرح صوبائی اسمبلی کے رکنیت کیلئے بھی اہلیت کے حوالے سے آرٹیکل نمبر 62 اور 63 کا اضافہ کیا گیا، جو کہ تمام منتخب نمائندوں کیلئے ایک مناسب معیار ہے۔

(۶) آرٹیکل 203 میں وفاقی شرعی عدالت کے قیام جس میں 8 مسلمان جج زیادہ سے زیادہ تین دینی علماء اور اسلامی قوانین کے ماہرین کی شرائط ڈال دی گئیں۔اسی طرح آرٹیکل 203 کے تحت عدالت منافی اسلام قوانین کا جائزہ لے گی اور اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریگی۔

(۷) آرٹیکل 239 کے تحت ایوان بالا''سینیٹ'' اور ایوان زیریں''قومی اسمبلی'' میں سے کوئی بھی دو تہائی اکثریت سے بل پاس کرنے کا مجاز ہے، پھر اُسے دوسرے ایوان میں بھیج سکتا ہے۔

(۸) آرٹیکل 255 میں دستور کے مطابق حلف لینے کیلئے استعمال ہونے والی زبان کے حوالے سے ''ترجیحاً اُردو'' کا اضافہ کیا گیا۔

(۹) آرٹیکل 42 میں عہدوں کے حلف لینے کے بعد آخر میں ''اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔'' کا اضافہ کیا جائے۔

(۱۰) اسی طرح آرٹیکل 270 الف(2) کے تحت بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی آرڈیننس (نمبر ۳۰ مجریہ ۱۹۸۵) جاری ہوا۔اسی طرح محتسب اعلیٰ کے قیام کا آرڈیننس ......

اس کے علاوہ اور کئی آرڈیننس جاری کر دیئے گئے مثلاً

(۱۱) آئین کے آرٹیکل 106 میں جداگانہ انتخابات کی بنیاد پر براہ راست بعد آزاد ووٹ کے ذریعہ انتخاب کی ترمیم کی گئی۔

(۱۲) حدود و تعزیرات آرڈیننس۔جرم زنا 1985، جرم قذف مجریہ 1985، امتناع منشیات 1985ء

(۱۳) **قرآن کریم کی بے حرمتی اور توہین کے بارہ میں:**

☆ 1982ء دفعہ B-295 کے تحت جو کوئی بھی عمداً قرآن حکیم کے کسی نسخے کی بے حرمتی کرتا ہے اسے نقصان پہنچاتا ہے، اس کی توہین کرتا ہے یا اس کے کسی حصے کی توہین کرتا ہے، یا اسے تحقیر آمیز طریقے سے استعمال کرتا ہے، یا اسے کسی غیر قانونی مقصد کے لئے استعمال کرتا ہے، اسے شخص کو عمر بھر قید کی سزا دی جائے گی۔

(۱۴) **قادیانیت آرڈیننس مجریہ 1982ء:**

لاہوری احمدی گروپ امتناع و سزا آرڈیننس xx مجریہ 1984ء کے تحت تین دفعات وضع کی گئیں اور ایک آرڈیننس کے ذریعے نافذ کی گئیں۔

مقدس شخصیات کی توہین پر سزا کے لئے:

☆ دفعہ A-298 کے تحت تقدس مآب (ازواج مطہرات، اہل بیت کرامؓ، خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ وغیرہ جیسی شخصیات کیلئے توہین آمیز الفاظ یا رائے وغیرہ کے استعمال پر تین سال تک کی قید کی سزا یا جرمانہ یا قید و جرمانہ دونوں ہوں گی)

تمام مقدس اصطلاحات کے بارہ میں:

☆ B-298 ان القابات و خطابات اور توصیف وغیرہ کے غلط استعمال کے حوالے سے ہیں جو تقدس مآب شخصیات اور مقامات کیلئے مخصوص ہوں۔مثلاً قادیانی یا لاہوری گروپ آنحضرتؐ کے کسی خلیفہ یا صحابی کے کسی اور شخص کو امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین صحابی، اہل بیت یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دیتا ہے، وہ تین سال تک قید کی سزا اور جرمانے کے مستوجب ہوگا

قادیانی گروپ کے بارہ میں:

☆ دفعہ C-298 بھی قادیانی گروپ وغیرہ کا کوئی فرد جو اپنے آپ کو مسلمان کہلائے یا اپنے مذہب کو اسلام کا نام دیتا ہے، یا تصاویر اور بتوں سے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہے وہ تین سال قید اور جرمانے کا مستوجب ہے۔

تحفظ ناموس رسالتؐ کے لئے:

(۱۵) قانون فوجداری (ترمیم) ایکٹ III مجریہ 1985

قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اتفاق رائے سے یہ قانون فوجداری ایکٹ نافذ کردیا گیا۔اس سے مذہبی اعتقادات،عبادت گاہوں،آنحضرتؐ کے صحابہ کرامؓ اورامہات المومنینؓ کو جوتحفظ دیا گیا تھااس میں توسیع کردی گئی تاکہ اس تقدس مآب شخصیت کی ذات گرامی اس میں شامل ہوجائے جن کے حوالے سے ان شخصیتوں کوادب واحترام دیا جاتا ہے۔چنانچہ 295-C کا اضافہ کیا گیا۔

توہین رسالت کی سزا موت کی تقرری

اسی طرح اگست ۱۹۹۲ء میں توہین رسالت کے مجرم کوتعزیرات پاکستان کی دفعہ 295C میں عمرقید کی بجائے سزائے موت مقرر کی گئی۔

"295-C کے مطابق جوکوئی بھی آنحضرتؐ کے مقدس نام کی توہین زبانی وتحریری الفاظ میں کرتا ہے یا نظر آنے والی تصاویر،یا بتوں کے ذریعے،یا بہتان تراشی،طعن وتعریض کے ذریعے بلاواسطہ یا بالواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ سزائے موت کا مستوجب ہوگا یا اُسے عمرقید کی سزا ہوگی اوراسے جرمانہ بھی کیا جائے گا۔"

قومی اسمبلی کی قرارداد

بعدازاں 2 جون 1992 کوقومی اسمبلی نے شریعت کورٹ کے فیصلہ کے مطابق ایک قرارداد پاس کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے جرم کی سزا صرف سزائے موت ہونی چاہیے۔سینٹ نے بھی اس کی تائید کی۔ 8 جولائی 1992ء کوایک ترمیمی بل پاس کیا گیا کہ اس جرم کی سزا صرف سزائے موت ہونی چاہیے۔دونوں ایوانوں کا متفقہ فیصلہ پاکستانی باشندوں کے اجتماعی ضمیر کی عکاسی کرتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی بیشتر ایسے آئینی اور دستوری ترامیم ہیں جس میں راقم سمیت دیگر مذہبی جماعتوں اورمحبّ وطن دیندار اراکین پارلیمنٹ نے بنیادی کردار ادا کیا۔اس تحریر کا مقصد پاکستان کے غیرت مند عوام،علمائے کرام،دانشوروں وکلاء اوراینکر صحافیوں،مدیران جرائد،مذہبی جماعتوں اوراسلامی جذبے سے سرشار سیاست دانوں کومتنبہ کرنا ہے کہ میاں نواز شریف صاحب "انقلاب" کی آڑ میں اگر مذکورہ اسلامی دفعات یا دیگر ترامیم کوختم کرنے کی جسارت کریں گے یا اس کا دروازہ کھول دیں گےتو پاکستانی قوم اور تاریخ اُنہیں کبھی معاف نہیں کریگی لہٰذا خواب غفلت سے بیدار ہوکر چوکنا رہنا ہوگا اور میری تمام مذہبی اورمحبّ وطن سیاسی جماعتوں سے گزارش ہے کہ تمام سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اس اسلامی آئین کو بچانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔اس سلسلہ میں تمام مذکورہ طبقات کواعتماد میں لینے کے لئے ہماری بھرپور کوششیں جاری ہیں۔

اعلامیہ کل جماعتی کانفرنس: (منعقدہ 28 اگست 2017 بمقام: اسلام آباد)

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سیاسی ومذہبی قائدین کی آل پارٹیز کانفرنس میں

1۔ آئین پاکستان بالخصوص اسلامی دفعات کے تحفظ

2۔ پاکستان اور پاکستانی قوم کو امریکی دھمکی جیسے اہم اور نازک مسائل پر غور کیا گیا۔

کانفرنس میں محبّ وطن سیاسی و مذہبی قائدین نے شرکت کی اور ان اہم موضوعات پر اظہار خیال کیا تجاویز پیش کیں اور درج ذیل امور پر اتفاق کیا گیا۔

☆ آئین پاکستان ایک ایسی دستاویز ہے جو قومی وحدت مسلکی استحکام اور ملی وقار کی علامت ہے اور ملک کی تمام اکائیوں کے درمیان زنجیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆ 1973 کی پارلیمنٹ اوراس کے تمام معزز اراکین یہ متفقہ آئین دینے پر قوم کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

☆ دستور میں اب تک کی ترامیم کے ذریعہ قوم کی امنگوں امیدوں اور نظریات کی ترجمانی اور قانون سازی کیلئے بہترین بنیاد فراہم کی گئی ہے۔صوبائی خودمختاری اور قوم کے حقوق کی پاسداری کی ضمانت آئین میں موجود ہے

☆ کرپشن، ناانصافی، لاقانونیت اور اداروں کی توہین آئین پاکستان سے انحراف ہے۔

☆ کسی کی ذات اور مخصوص جماعت کے سیاسی مستقبل کے لیے آئین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات میں کسی طرح کی تبدیلی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔اسلامی دفعات اور آئین پاکستان میں تبدیلی ملک دشمن قوموں کا ایجنڈہ ہے۔نام نہاد عالمی برادری تحفظ ناموس رسالت، عقیدہ ختم نبوت قرآن وسنت کی بالا دستی اور شریعت اسلامیہ کے مطابق قانون سازی کی دفعات کو آئین پاکستان سے نکالنے کے لیے مسلسل کوشش کررہی ہے ہم اس کو مسترد کرتے ہیں۔

☆ ن لیگ عدلیہ اور آئین پاکستان پر خودکش حملہ کرنے جارہی ہے۔ان دونوں کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے اور ہم ہر قیمت پر اس ذمہ داری کو پورا کریں گے۔اور اس کے لیے قومی قائدین اور تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو قوم کی ذہن سازی کے لیے بروقت رہنما اصول پیش کرتی رہے گی اور قومی جذبے سے آئین پر پہرہ دیا جائے گا۔

☆ نون لیگ پانامہ کیس کے فیصلہ کے بعد اداروں کے درمیان تصادم، سیاسی بحران ملکی عدم استحکام اور قوم کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلنے کے راستے پر گامزن ہے ہم اس طرز عمل کی مذمت کرتے ہیں

☆ امریکی صدر کی طرف سے پاکستان افغانستان اور خطے کے لیے نئی پالیسی کا اعلان ملکی خودمختاری اور قومی وقار پر حملہ ہے اور پاکستانی قوم کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔

☆ امریکہ پاکستان کا ازلی دشمن ہے بھارت کو خطے میں بالادست حیثیت دے کر ہماری سالمیت نظریاتی مملکت اور ایٹمی قوت پاکستان اس کی آزادی، خودمختاری اور سالمیت کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے

☆ پوری قوم بشمول پاکستان کے عسکری ادارے اور محب وطن سیاسی و مذہبی قیادت امریکی پالیسی کو مسترد کرتی ہے اور واشگاف الفاظ میں واضح کرنا چاہتی ہے کہ ملکی سالمیت کا تحفظ اپنی جانوں پر کھیل کر لیا جائیگا۔

☆ اگر امریکہ نے بھارت یا افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کے ذریعہ پاک سرزمین پر اپنے ناپاک قدم رکھنے کی حماقت کی تو اس کا جہادی جذبے سے مقابلہ کیا جائے گا اور امریکی رعونت کو خاک میں ملاکر اس کے وجود کو عبرتناک بنا دیا جائے گا۔

☆ امریکی صدر کی طرف سے پاک فوج کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکی امداد دینے کا بیان گمراہ کن ہے۔ پاکستان کی زمینی اور فضائی حدود کے استعمال پر عالمی قوانین کے مطابق کرایہ کی ادائیگی امداد نہیں ہے۔ پاک فوج کو کسی غیر ملکی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ پاکستانی قوم اپنے خون سے پاک فوج کی آبیاری کر رہی ہے اور اس کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہے۔

☆ مسلح افواج نے مملکت خداداد پاکستان کی سالمیت وتحفظ کیلئے جو پالیسی طے کر رکھی ہے اسکی مکمل تائید کرتے ہیں۔

☆ موجودہ حکومت کی خارجہ پالیسی بالعموم اور امریکی دھمکیوں کے مقابلے میں مجرمانہ خاموشی بالخصوص قومی وقار کے منافی ہے۔ ایک آزاد خودمختار مملکت اور ایک غیرت مند قوم کی ترجمانی کے لیے حکومت کو امریکی بالا دستی سے باہر نکل کر پالیسی ترتیب دینی چاہیے۔

☆ چین، روس اور ایران کی طرف سے پاکستان کی غیر مشروط حمایت اور امریکہ کو منہ توڑ جواب دینے پر چینی حکومت کے شکر گزار ہیں اور اقتصادی راہداری منصوبے کی تکمیل کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہیں۔

☆ افغان مہاجرین کی مہمان نوازی کا اعزاز پاکستانی قوم کو حاصل ہے۔ ایک عرصہ پاکستان کی سرزمین پر گزارنے والے افغان مہاجرین اشرف غنی کے افغانستان میں اپنے آپ کو اعتقادی اور جسمانی طور پر غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ حکومت پاکستان اشرف غنی اور امریکہ کے ایماء پر افغان مہاجرین پر پاکستان کی سرزمین تنگ کرنے کی بجائے باوقار اور محفوظ واپسی کے لیے پالیسی مرتب کرے۔

☆ حافظ محمد سعید کی بے جا نظر بندی کو فی الفور ختم کیا جائے۔

☆ شریعت کورٹ آزاد کشمیر کو ختم کر دیا گیا ہے جو ستر سالہ جدوجہد کو ثبوتاژ کر دیا گیا، کل جماعتی کانفرنس حکومت آزاد کشمیر کے اس عمل کی شدید مذمت کے ساتھ شریعت کورٹ کو بحال کرنے اور آزاد کشمیر کے دستور میں قادیانیوں کے حوالہ سے دستوری تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر قادیانیوں کو مسلم فہرست سے الگ فہرستوں میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔

☆ پنجاب میں مدارس اسلامیہ کے گرد گھیرا تنگ کرنے کیلئے پنجاب حکومت چیریٹی بل کے نام سے کالا قانون لانے کی کوشش کر رہی ہے اسے مسترد کرتے ہوئے اس کا راستہ روکنے کے لیے پرامن آئینی جدوجہد کا اعلان کرتے ہیں۔

ادارہ

برما کے مظالم پر مولانا سمیع الحق کا اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام کھلا خط

برما روہنگیا میں ہونے والے مظالم کی المناک اور دردناک داستانیں دنیا بھر میں سنائی دے رہی ہیں، صرف مسلمان میڈیا میں ہی نہیں بلکہ مغربی میڈیا BBC اور ایمنسٹی انٹرنیشنل پکار پکار کر چیخ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی نسل کشی کا سلسلہ جاری ہے، باوجوداس کے کہ میانمار حکومت نے میڈیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں پر پابندیاں عائد کی ہیں، اصل حالات تو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ایسے حالات میں عالم اسلام اور مسلم قائدین کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ حضرت والد ماجد مدظلہ نے اس حوالے سے اقوام متحدہ سے رابطہ کیا اور سیکرٹری جنرل کے نام کھلا خط تحریر فرمایا، موضوع کی حساسیت اور اہمیت کے پیش نظر ادارتی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں (راشد الحق سمیع)

۴ستمبر (اکوڑہ خٹک) دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گیوٹرس (António Guterres) کی توجہ میانمار کے مظلوم بے کس اور نہتے مسلمانوں کے قتل عام اور ظلم و بربریت کی طرف دلاتے ہوئے کہا ہے کہ اقوام متحدہ نے انسانی تاریخ کے اس شرمناک بربریت کو روکنے میں اپنا کردار ادا نہ کیا تو یو این او (UNO) کا وجود نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے ماتھے پر ایک شرمناک دھبہ بن جائیگا۔ مولانا سمیع الحق نے سیکرٹری جنرل کے نام ایک کھلے خط میں اور اسلام آباد میں (UNO) کے دفتر کے ذریعہ رابطہ کرتے ہوئے ان سے فوری اقدامات کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں بدھسٹوں کے بے جان پتھروں کے بتوں کے توڑنے پر پورا عالم کفر تلملا اٹھا تھا اور پوری دنیا نے ایک طوفان برپا کیا تھا مگر آج برما کے بدھسٹوں کے ہاتھوں انسانیت برسرمیدان رسوا ہورہی ہے مگر دنیا خاموش ہے، مولانا سمیع الحق نے سیکرٹری جنرل کے نام اپنے خط میں سابق سیکرٹری جنرل بانکی مون کے حوالہ سے اپنے ایک خاموش سفارتی مہم کے حوالہ سے کہا کہ اقوام متحدہ کے نام میرا یہ قرض بنتا ہے کہ وہ آج اس کا بدلہ اتارے وہ یہ کہ جولائی ۲۰۰۷ء میں جنوبی کوریا کے ایک صحافتی ٹیم جو ستائیس نوجوان خواتین صحافیوں پر مشتمل تھا کو دورہ افغانستان کے دوران غزنی میں افغان طالبان نے یرغمال بنا کر مطالبہ کیا کہ جنوبی کوریا کے فوجی دستہ کو نیٹو سے واپس بلالیا جائے، بات اس ٹیم کے قتل تک پہونچی اور ڈیڈ لائن مقرر ہوئی اس دوران یو این او کے سیکرٹری جنرل

بانکی مون نے کورین سفیر کے ذریعہ مجھ سے اپیل کی کہ وہ ان خواتین کی رہائی کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں، بانکی مون ۲۰۰۶ء میں مولانا سمیع الحق سینٹ میں خارجہ کمیٹی کے دورہ کوریا کے دوران بانکی مون سے متعارف ہو چکے تھے جو اس وقت کوریا کے وزیر خارجہ اور وفد کے میزبان تھے، سفیر نے کوریا کے مسلم کمیونٹی کے ایک اعلیٰ سطحی وفد کے ساتھ بھی ملاقاتیں کیں، مولانا سمیع الحق نے انسانی ہمدردی بالخصوص خواتین کی عزت اور تحفظ کی خاطر بھرپور قدم اٹھایا اور اس وقت کے طالبان کے امیر ملا عمر کو مجبور کیا کہ انسانیت کے ناطے ان یرغمالیوں کے قتل کو روک کر انہیں رہا کیا جائے، ملا محمد عمر نے غیر مشروط طور پر بغیر کسی تاوان اور لالچ کے انہیں رہا کردیا جس کے نتیجے میں جنوبی کوریا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اور کورین سفیر نے بانکی مون کی طرف سے اکوڑہ خٹک آ کر مولانا کو کوریا کے دورہ کی دعوت دی کہ پوری قوم آپ کا استقبال کرنا چاہتی ہے، مگر مولانا نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں نے انسانی ہمدردی اور جنگ میں خواتین کے احترام کی خاطر یہ قدم اٹھایا۔

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ یہ جدوجہد کامیاب ہوئی اب میرا اقوام متحدہ سے یہ مطالبہ کرنے کا حق بنتا ہے کہ آج وہ اس احسان کا بدلہ چکاتے ہوئے ہمارے مظلوم مسلمان کمیونٹی کیلئے ہر اقدام کرے۔

مولانا سمیع الحق نے میانمار کے مسلمانوں کے حالات پر عالم اسلام کے حکمرانوں کی بے حسی، او آئی سی کی خاموشی پر غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے سعودی عرب کے حکمران خادم الحرمین شاہ سلمان سے خصوصی اپیل کی ہے کہ حرمین شریفین کے ناطہ سے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے فوجی اسلامی اتحاد کے ذریعہ ان مظالم کا راستہ روکے اگر ایسا نہ ہوسکا تو اس اتحاد کے بارے میں مسلمانوں میں پھیلے ہوئے شکوک وشبہات کو تقویت پہنچے گی۔

مولانا سمیع الحق نے اس ضمن میں چین کی خاموشی اور اس ظلم سے لاتعلق رہنے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسوقت چین کی پالیسیوں نے مسلمانوں کے دلوں کو چین کے قریب کردیا ہے کہ وہ مغربی سامراجی قوتوں کے مقابلہ میں پاکستان اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ کھڑا ہے مگر میانمار کے بدھسٹ حکمرانوں کے اس بربریت پر چین کی لاتعلقی سے وہ مسلمانوں میں اپنا اعتماد کھو بیٹھے گی۔

مولانا سمیع الحق نے اقوام متحدہ، سابق سیکرٹری جنرل مسٹر بانکی مون پاکستان میں برما کے سفارتخانہ کے ساتھ رابطے جاری ہیں، انہوں نے پاکستان کے حکمرانوں کے اقدامات کو ناکافی قرار دیتے ہوئے اس میں بھرپور قائدانہ کردار ادا کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا کہ دفاع پاکستان کونسل اور جے یو آئی (س) اس سلسلہ میں جلد لائحہ عمل اور منظم تحریک کا اعلان کرے گی۔

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی پاکستان اور افغانستان کے بارہ میں نئی پالیسی پر مولانا سمیع الحق کا احتجاج

۲۵ اگست (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کے امیر اور دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ امریکہ پاکستان کا نہیں بھارت کا اتحادی ہے۔ افغانستان میں بھارتی فوج اور ایجنسیوں کو اڈے فراہم کر کے ملک میں دہشت گردی اور فتنہ وفساد پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہیں امریکہ کی بھارت کو خطہ کی تھانیدار بنانے کی کوششوں کی ہر سطح پر مزاحمت کی جائے گی۔ حکومت اور فوج امریکہ کو منہ توڑ جواب دیں۔ پاکستانی قوم کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اکوڑہ خٹک میں امریکی صدر کے خلاف احتجاجی مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ واضح رہے کہ آج (۲۵ اگست) جمعہ کے بعد پورے ملک میں دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق اور دیگر قائدین کی اپیل پر ڈونلڈ ٹرمپ کے پاکستان پر الزامات کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ امریکہ مزید جتنی فوج بھیج سکتا ہے بھیج دے لیکن شکست ان کا مقدر ہے۔ افغانستان میں اپنی شکست کو چھپانے کیلئے امریکہ پاکستان پر بے بنیاد الزامات لگا رہا ہے۔ مولانا مدظلہ نے فرمایا کہ اس ساری صورتحال کی ذمہ دار امریکہ کی غلامی قبول کرنے والے حکمران ہیں انہوں نے ملک سے غداری کی جس کا خمیازہ اب ملک بھگت رہا ہے پرویز مشرف سے لیکر نواز شریف تک سب پر قومی وملکی غداری کا مقدمہ چلنا چاہیے۔ امریکہ کو بتلایا جائے کہ افغانستان میں مزید فوج بھیجنے کی صورت میں زمینی اور ہوائی سہولتیں قطعاً نہیں دی جائی گی۔ امریکہ، پاکستان اور افغانستان کو باہم لڑا کر دونوں برادر اسلامی ملکوں کے عوام میں پائے جانے والے بھائی چارے کے رشتے کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ مزید فوج بھیج کر بھی امریکہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ افغان عوام اپنی سرزمین پر امریکی قبضہ کسی صورت میں برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اکوڑہ خٹک میں مرکزی نائب امیر مولانا حامد الحق حقانی، مولانا عرفان الحق، مولانا رشید احمد سواتی، پشاور میں صوبائی امیر مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عبدالحسیب حقانی، حافظ سعید الرحمان اور دیگر نے مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو داخلی عدم استحکام کے علاوہ عالمی اسلام دشمن قوتوں کے خطرناک عزائم کا سامنا ہے پاکستان میں دہشت گرد تنظیموں کی موجودگی کا پروپیگنڈا امریکہ کی سرپرستی میں خطہ میں کی جانے والی اپنی دہشت گردی کو ناکام بنانے کی کوشش ہے۔

(قسط ۵۸) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
۱۹۸۳ء کی ڈائری: استاد دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ اور مولانا شمس الحق افغانیؒ کی رحلت پر تاثرات

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ واقارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

دارالعلوم شرعیہ بنوں کے طلباء کا ختم بخاری

۴رمئی ۸۳ء: دارالعلوم شرعیہ بنوں کے مہتمم مولانا حضرت علی صاحب مدظلہ دورہ حدیث کے طلباء کی ایک جماعت کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،تاکہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ سے ختم بخاری کی سعادت حاصل کریں،لہٰذا ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی ،حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا جسے مولانا انوارالحق صاحب نے قلمبند کیا،طلباء کو اجازت حدیث مرحمت فرمانے کیساتھ ساتھ انکی درخواست پر دستار بندی بھی کرائی ،اسی طرح مختصر اقامت کے بعد طالبان علم نبوت کا یہ قافلہ بنوں لئے روانہ ہوا۔

قدیم گھر کی بیٹھک:

۱۹ مئی ۱۹۸۳ء ۶ شعبان ۱۴۰۳ھ قدیم گھر جہاں والد ماجد رہتے ہیں ان کی بیٹھک ہے بے حد

فرسودگی کی وجہ سے بالآخر گراہی دیا گیا جو خود گراہی چاہتا تھا اب تک اس کی لیپا پوتی اور مرمت ہوتی رہی اور حضرت اسے پختہ کرانے پر راضی نہیں ہوتے تھے یہ بیٹھک گویا نصف صدی تک اعیان علم وفضل کی مہمان گاہ اور اقامت گاہ رہی حضرتؒ کا مطالعہ گاہ بھی یہی تھا اور ملاقاتیوں کا ویٹنگ روم بھی اور وفود سے ملنے کی جگہ بھی اور بارش یا عوارض کی وجہ سے کبھی کبھی حضرت کی درس گاہ بھی ،اس تاریخی بیٹھک کو حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ،حضرت مولانا مجاہد الکبیر حاجی ترنگ زئی مرحوم ، مولانا نصیر الدین غورغشتوی،مولانا احمد علی لاہوری،امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس عہد کے تقریباً تمام اجلہ علم وفضل کی استراحت گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔وزراء حکام اور گورنر بھی اس میں خاک نشیں ہوتے رہے اس ٹوٹے پھوٹے مٹی گارے کی بنی ہوئی بیٹھک میں سب یکساں فروکش ہوتے۔۲۰،۲۵ مہمانوں کا ڈائننگ حال بھی یہی ہوتا ،چارپائی ہٹوا کر زمین پر دسترخوان بچھا کر تنگ تنگ مہمان سما جاتے حضرت بسا اوقات خود کھڑے رہتے اور مہمانوں کی خدمت کرتے حضرت مدظلہ کو طبعی طور پر اس کے ساتھ طبعی لگاؤ تھا اس لئے اس کی تجدید وتبدیلی پسند نہ کی دو کھڑکیاں ایک دروازہ مشرقی گلی میں اور ایک شمالی دروازہ گھر کی گلی میں کھلتا تھا دیواریں کچے گارے اور پتھر کی مغربی دیوار میں دو الماریاں نصب تھیں جو حضرت کی کتابوں سے بھری ہوتیں تین چارپائیاں بچھا دیتے تو اس میں سات آٹھ آدمی بمشکل بیٹھ سکتے چارپائی کے پائنتی کے کونے میں وضو خانہ بھی یہی تھا۔یہ بیٹھک بھی گھر کی تعمیر کے ساتھ جدامجد مرحوم نے بنائی تھی گرانے سے قبل میں نے عزیزم شفیق فاروقی سے اس تاریخی غربت کدہ کی تصاویر اتروائیں میرے عنفوان شباب کا بڑا حصہ بھی اسی میں بسر ہوا یہ بیٹھک اسی نقشہ پر اب بھی ہے مگر پختہ ہے۔

(بچپن اور بدو شعور کے زمانہ میں احقر کو بھی اس بیٹھک میں بڑے اکابر علماء وزعماء وصلحاء اور شیخ الحدیث کے ہزاروں معتقدین کی جوتیاں سیدھی کرنے اور زیارت ومیزبانی کے لوازمات انجام دینے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔عرفان الحق)

حرکت انقلاب اسلامی کے زیراہتمام افغانی فضلاء کی دستار بندی میں شرکت

۲۰ مئی: حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے زیراہتمام افغانستان سے تعلق رکھنے والے ،فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی کیلئے محمدی مسجد گلبہار پشاور میں ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا،طلباء میں اکثریت مذکورہ تنظیم سے تعلق رکھتی تھی ،جنہوں نے دارالعلوم حقانیہ سے تعلیم حاصل کی تھی ،منتظمین کے شدید اصرار پر احقر اور مفتی اعظم دارالعلوم حقانیہ مولانا مفتی محمد فرید صاحب نے اجتماع میں شرکت کی ،اور جہاد کے موضوع

پر خطاب بھی کیا اور دستار بندی میں بھی شریک رہے۔ میری تقریر کا کچھ حصہ اگلے روز مشرق اخبار میں شائع بھی ہوئی اس موقع پر مولانا صبغۃ اللہ مجددی جو کہ افغان جہاد کے ایک زعیم ہیں، سے گفتگو بھی ہوئی انہوں نے کسی وقت دارالعلوم حاضری کی خواہش بھی ظاہر کی۔

جزائر مالدیپ کے مشیر مذہبی امور کی آمد

۳؍جون: سربراہ مالدیپ کے مشیر مذہبی امور شیخ الاسلام محمد جمیل صاحب زیدی مطالعاتی وتعارفی دورہ میں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ، دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی اور اہم امور پر تبادلہ خیال کیا، جہاں حضرت شیخ الحدیث نے انہیں ضیافت بھی دی ،اگر چہ دارالعلوم میں عام تعطیلات تھیں تاہم حضرت شیخ الحدیث کی ملاقات اور دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات دیکھنے سے بے حد خوش ہوئے ،اور کتاب الاراء میں اپنی گراں قدر رائے بھی تحریر فرمائی۔

تعزیتی اجتماع میں شیخ الحدیث کا قاری طیب قاسمی کو خراج عقیدت

حضرت قاری محمد طیب مرحوم کے سانحہ ارتحال کے موقعہ پر حضرت مولانا عبدالحقؒ کا تعزیتی اجتماع سے خطاب کا اقتباس:

محترم بھائیو! اکابر دیوبند کا ذکر بھی اسی مناسبت سے چل پڑا ہے کہ ابھی پچھلے دنوں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کا انتقال ہوگیا ہے۔ حضرت قاری صاحبؒ ایک پاکباز اور باکردار انسان تھے۔ حضرت مولانا قاسم العلومؒ کے علوم (جبکہ ان کی ہر کتاب علوم ومعرفت کی ایک بحر ذخار ہے اور انکی تصنیفات جو علم الکلام ،علم الحدیث پر لکھی گئی ہیں، کو سمجھ لینا بھی کوئی آسان بات نہیں ہے) کے ترجمان تھے۔ الولد سر لابیہ کا مظہر تھے۔ حضرت قاری صاحبؒ اکابرین دیوبند کے علوم بالخصوص علوم قاسمیہؒ، علوم شیخ الہندؒ اور علومِ تھانویؒ کا ایک عظیم خزانہ، جامع ماہر اور شارح تھے، تحریر وتقریر میں ان کو زبردست ملکہ حاصل تھا اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کو جو خدا تعالیٰ نے علمی لحاظ سے، طلباء کے لحاظ سے اساتذہ اور علماء کے لحاظ سے، اقتصادیات اور تعمیرات کے لحاظ سے اور ہر لحاظ سے جو خوبیاں عطا فرمائی ہیں اور ترقیات سے نوازا ہے، یہ سب کچھ حضرت قاری صاحبؒ کے دور اہتمام اور ان کے زیر نگرانی انجام کو پہنچا ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے زمانہ میں حضرت العلام مولانا انور شاہ کشمیریؒ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس رہ چکے ہیں، پھر ان کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنیؒ حضرت قاری صاحبؒ ہی کے زمانہ اہتمام میں تدریس کرتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے اس زمانہ میں جو عروج اور ترقی حاصل کی ہے، یہ تاج اور اس کا سہرا حضرت قاری صاحب مرحوم کی مساعی جمیلہ کے سر ہے اور یہ ان ہی کے مخلصانہ شبانہ روز مساعی کا ثمرہ ہے۔ بہر تقدیر

حضرت قاری صاحبؒ ایک پاکیزہ شخصیت، جامع العلوم اور بہترین کمالات سے متصف تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے خاندان میں اور ان کے دیگر نائبین کے خاندان میں حضرت قاری صاحبؒ والے تمام اوصاف و کمالات پیدا فرمادے اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس خلا کو پورا فرمادے۔ آج شہر شہر بستی بستی، قریہ قریہ جو آپ کو یہ دینی علوم کے مدارس و مراکز نظر آتے ہیں اور ہر گاؤں اور ہر بستی میں جو آپ کو دارالعلوم دیوبند کا فاضل، اکابر اساتذہ کا تلمیذ یا تلمیذ التلمیذ نظر آتا ہے یہ سب دارالعلوم دیوبند کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے اور یہ سب دارالعلوم دیوبند ہی کی برکات ہیں۔ ایشیا بھر میں پھیلے ہوئے مدارس، ان کے اساتذہ و منتظمین کا تعلق بغیر واسطہ کے یا بلاواسطہ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ ہے۔

دارالعلوم حقانیہ اور اسکے بانی سے تعلق:

حضرت قاری صاحب مرحوم دارالعلوم حقانیہ سے حد سے زیادہ شفقت اور حد سے زیادہ محبت تھی جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو دارالعلوم حقانیہ ضرور تشریف لاتے جب ہم سالانہ جلسہ دستار بندی کرتے (جو اب کافی عرصہ سے سالانہ اجتماع اور دستار بندی وغیرہ کا نظام متروک ہو چکا ہے، بفضل اللہ حلقہ کی وسعت اور فضلاء کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ جس کی وجہ سے جلسہ کا کنٹرول ایک بڑی سطح کے منصوبہ اور بڑے پیمانہ کے انتظام کے بغیر انجام کو نہیں پہنچ سکتا) تب بھی حضرتؒ تشریف لاتے، ایک مرتبہ اس سامنے والی گیلری (دارالحدیث کے سامنے برآمدے کے اوپر والا بالاخانہ یا گیلری جو کافی عرصہ تک حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی قیام گاہ رہا ہے) میں بھی قیام فرمایا اور غالباً ایسے ہی ایک موقعہ پر جب آپ نے دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مختلف شعبوں اور طلبہ کی قیام گاہوں کے مختلف احاطوں کا معائنہ کیا تو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے ارشاد فرمایا۔ ''مجھے دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند سے جدا نظر نہیں آتا، بلکہ دارالعلوم حقانیہ نے دارالعلوم دیوبند کو اپنے ضمن میں لے رکھا ہے، سارے پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کے نمونہ اور نقش قدم پر دارالعلوم حقانیہ گامزن ہے اور یہ دیوبند ثانی بن چکا ہے''۔

اور ایک مرتبہ تو یہاں تک فرمایا کہ: ''میں دارالعلوم حقانیہ آکر یوں محسوس کرتا ہوں جیسے دارالعلوم دیوبند آگیا ہوں اور گویا اپنے گھر میں موجود ہوں''۔ یہ تاثرات دارالعلوم کی کتاب الآراء میں بھی قلمبند فرمائے ہیں۔ بہرحال یہاں آکر حد درجہ خوشی اور محبت کا اظہار فرماتے اور جو نئے مسائل پیش آتے اس میں بھی دارالعلوم حقانیہ کی رائے کو شامل فرمالیتے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرتؒ کو دارالعلوم حقانیہ خاص کر مجھ ناچیز پر حد درجہ شفقت تھی۔ دارالعلوم دیوبند میں میں نے جو زندگی کے لمحات گذارے ہیں خاص کر تدریس کا زمانہ جو تقریباً ساڑے

چار سال ہے اور اس زمانہ میں ہر فن میں تقریباً کوئی ایسی کتاب نہ ہوگی جو میں نے نہ پڑھائی ہو۔ دیگر اساتذہ کی شفقت ومحبت کے باوجود چونکہ اختیارات مہتمم صاحب کے ہوتے ہیں تو حضرت مہتمم صاحبؒ ہر معاملہ میں ترجیحی سلوک میرے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ اسباق اور تدریس کا مسئلہ بھی یوں تھا کہ جب بعض اساتذہ حج کو تشریف لے جاتے یا کسی اور عذر سے وہ اسباق نہ پڑھا سکتے تو ان کے اسباق اور کتابیں (جو زیادہ تر فقہ، حدیث، فلسفہ، منطق، معانی اور تفسیر کی ہوتی تھیں) کی تدریس کی ذمہ داری بھی مجھے سونپ دی جاتی اور فرماتے کہ یہ نوجوان ہے اور کام اچھا چلا سکتا ہے اور یہ محض ان کا حسن ظن تھا۔ تو حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے بحیثیت مہتمم دارالعلوم دیو بند مجھ ناچیز پر جو شفقت فرمائی ہے اور خاص کر دارالعلوم حقانیہ سے اور ایک موقعہ پر فرمایا کہ ''دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیو بند کا بیٹا ہے''۔

حضرت قاری صاحب مرحوم دارالعلوم حقانیہ کو بہت ترجیح دیتے تھے اور اس کے ذکر پر فخر فرمایا کرتے تھے اور یہ خدا تعالیٰ کا اپنا فضل وکرم ہے کہ تمام اکابر اساتذہ، دارالعلوم دیو بند کو دارالعلوم حقانیہ سے ایک خاص محبت تھی، اور سب فرماتے کہ ''یہ ہمارا اپنا دارالعلوم ہے''۔

حضرت قاری صاحب مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ دارالعلوم دیو بند کو ترقی اور عروج کے بلند معیار پر پہنچا دینا ہے کہ آج تمام دنیا کے لیے دیو بند مشعل راہ ہے۔ تکثیر علماء، تکثیر طلباء، تدوین کتب اور تعمیرات ہر لحاظ سے دارالعلوم دیو بند ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ جس کی خدمات اور شہرہ کالشمس فی نصف النھار ہے۔ آج ہم اُن کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئے ہیں یہ تمام اہل علم کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ دارالعلوم دیو بند تمام اہل علم کی مادر علمی ہے۔ اس لیے دارالعلوم حقانیہ کے لیے یہ ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ میں کیا عرض کروں؟ حضرت قاری صاحب کی وفات سے ہمارے قلوب کو صدمہ پہنچا۔ ہم ایک بڑے مشفق، ایک بڑے مہربان، ایک بڑے تجربہ کار، بڑے عالم اور خاص کر دارالعلوم دیو بند اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علوم کے حامل سے محروم ہو گئے۔ قیامت کی علامات سے من جملہ ایک علامت یہ بھی ہے کہ یرفع العلم، جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ جب علم ناپید ہو جائے اور لوگ علوم دینیہ سے محروم ہو جائیں تو دین ختم ہو جائے گا۔ دین ہم کو علم ہی بتلاتا ہے۔ ہم جو یہاں جمع ہوئے ہیں ہمارا مقصد علم حاصل کرنا ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ کے دین کے احکام ومسائل سیکھ لیں، جب مسائل معلوم ہو جائیں تو اولا ان پر خود عمل کریں، پھر ان کی حفاظت واشاعت کی کوشش کریں۔ اسی تبلیغ واشاعت کے نتیجہ میں انشاء اللہ عالم آباد رہے گا اور اگر یہ کام چھوڑ دیا جائے تو عالم برباد ہو جائے گا ......

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو   تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

قاری محمد طیب قاسمیؒ کے وفات پر احقر کے تعزیتی تاثرات

داغِ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

دارالعلوم دیو بند کی محفلِ دوشین کا وہ چراغِ سحر جو پچھلے دو سال سے حوادث و انقلابات زمانہ کے جھونکوں سے بجھ بجھ کر بھی ٹمٹمار رہا تھا، بالآخر شوال ۱۴۰۳ھ کے پہلے ہفتہ میں ہمیشہ کے لیے خموش ہو گیا، یعنی حکیم الاسلام، مظہر انوارِ قاسمیہ، مسند نشین جامعہ دیو بند یہ، ترجمانِ حقائقِ اسلامیہ مولانا حافظ قاری محمد طیب صاحب قاسمی قدس اللہ سرہ العزیز نے داعی اجل کو لبیک کہا، اور دیو بندی مکتب فکر کے اس میر مجلس کے بساط لپیٹ دینے سے محفلیں اجڑ گئی ہیں اور ہر سُو دوحشت اور ویرانگی کا سا عالم ہے۔ اب اُس دور کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہے جو شیخ الہند مولانا محمود الحسن، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامۃ العصر مولانا انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی اور علامہ شبیر احمد عثمانی (رحمہم اللہ) کا یادگار تھا۔ ان کی ذات ان اکابر کی نہ صرف بقیۃ السلف نشانی تھی بلکہ ان کی ذات میں ان تمام اکابر و اساطین دیو بند کی نسبتیں جمع تھیں اور وہ زندگی بھر اپنی ذاتی، حسبی اور نسبی گوناگوں خصائص و کمالات کے وجہ سے ان تمام اکابر کے محبوب بن چکے تھے۔ ایک مرحلہ ایسا آیا کہ شاید آپ دارالعلوم دیو بند چھوڑ کر پاکستان سکونت اختیار کر لیتے ادھر اکابر دیو بند باصرار آپ کو دوبارہ دیو بند کھینچ لائے تو استقبالیہ تقریب میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دیدۂ پُرنم اور گلو گیر آواز میں ان کو مخاطب کر کے فرمایا:......

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو　　　تو کجا بہر تماشا می روی

بلاشبہ ان کی ذات محبوبیت میں تماشا گاہ عالم تھی، وہ اس گلشن علم و معرفت کے مالی اور شجرۂ طوبیٰ کے امین تھے جس کے لیے حجۃ الاسلام ولی اللہ دہلویؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور شہدائے بالاکوٹ نے زمین ہموار کی، جس کی داغ بیل حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور فقیہ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ڈالی اور جس کی آبیاری میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامۃ العصر انور شاہ کشمیریؒ اور مجاہد اعظم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جیسے عمائدین امت نے اپنی زندگی تج دی۔ یہ امانت جب آپ کے ہاتھوں میں آئی تو پون صدری کے طویل اور صبر آزما شبانہ روز جدوجہد، خداداد اہلیت و صلاحیت، اخلاص و دیانت اور والہانہ جہد و عمل کے ساتھ آپ نے اس مدرسہ علم کو ایک ایسے جامعہ میں تبدیل کر دیا جس کے انوار و تجلیات سے ایک عالم جگمگا اٹھا اور وہ اس امانت سے الگ ہو کر جب دنیا سے

رخصت ہوئے تو دیو بند کا وہ سرچشمہ علم علوم نبوت کا ایک بحر ذکار بن کر علم و دانش کی پوری دنیا سے اپنی برتری اور فضیلت کا لوہا منوا چکا تھا۔

آپ حضرت بانی دارالعلوم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پوتے مولانا محمد احمد مہتمم خاص کے صاحبزادے تھے۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے خصوصی تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت اور حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے، پورے طبقہ کے محبوب و منظور نظر اور مرکز علمی کی سیادت کے لحاظ سے پوری جماعت کے سید الطائفہ تھے۔ علمی فیض کے علاوہ بیعت وارشاد کے میدان میں بھی لاکھوں مسترشدین کے روحانی رہبر و راہنما تھے۔ ۱۳۳۷ھ میں درس نظامی سے فراغت پائی اور دارالعلوم دیو بند میں درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔

۱۳۴۳ھ سے ۱۳۴۸ھ تک دارالعلوم کے نائب مہتمم رہے۔ ۱۳۴۸ھ سے لیکر وفات سے کچھ عرصہ قبل تک اس مرکز علم و ہدایت کی سیادت آپ کو حاصل رہی۔ نیرنگی زمانہ یا چرخ نیلگوں کی ستم ظریفی کہیئے کہ زندگی بھر علم و حکمت کے جس ''تاج محل'' (دارالعلوم دیو بند) کی آرائش و تزئین میں مصروف رہے۔

جب وہ بناء عظیم جشن صد سالہ کی شکل میں عظمت و ترقی کے اوج کمال کو چھونے لگی تو اس عمارت کا یہ ''شاہجہان'' جدائی اور مہجوری کے داغ لیے ہوئے اس دنیائے رنگ و بو سے الگ ہو گیا، جو کچھ پیش آیا گو اس کے محرکات ان کے عہد اہتمام کی طرح دیرینہ اور قدیم تھے۔ اور مشیتِ ایزدی کے سامنے کس کی چلتی ہے مگر پھر بھی بے اختیار جی میں آتا ہے کہ کاش یہ صورتحال دو ایک سال مزید پیش نہ آتی اور دارالعلوم دیو بند کا یہ جرنیل ان ہی عظمتوں اور رفعتوں کے ساتھ اور انہی قدر شناسیوں کے ساتھ ہم سے رخصت ہوا ہوتا جو زندگی بھر ہم سب نے انہی کیلئے مخصوص کر رکھی تھیں اور جس کے وہ سزوار تھے کہ سالارِ کاروان کی شوکت و سطوت پوری جماعت اور قافلہ کی شان بڑھاتی ہے ولکن ماشاء اللّٰہ کان وما لم یشاء لم یکن۔

حکیم الاسلامؒ نسبی اور روحانی رشتوں کے ساتھ ساتھ علم و حکمت کے لحاظ سے اپنی ذات سے بھی ایک انجمن تھے، ان کے علوم و تصانیف اور خطبات، حکمت ولی اللہی اور معرفت نانوتویؒ کے اُبلتے ہوئے سرچشمے ہوتے تھے۔ اسرار دین کی تشریح اور موزِ شریعت کی ترجمانی میں ان کا شمار گنے چنے حکماء اسلام میں ہوسکتا ہے۔ ان کی ہر تقریر حقائق و معارف کا ایک سمندر اور ہر تحریر اسرار و نکات کی ایک دنیا اپنے اندر لیے ہوئے تھی۔ ان کے خطبات سے نہ صرف برصغیر کا گوشہ گوشہ بلکہ عالم اسلام کے علاوہ افریقہ اور یورپ کی دور دراز بستیاں بھی مستفید ہوئیں۔ دین اور مادر علمی دیو بند کی آواز پہنچانے میں زندگی کا اکثر حصہ طویل اسفار کی نذر ہوا۔ اسلام کے اہم اور عصر حاضر کے جدید مسائل پر ایک سو سے زائد تصانیف چھوڑیں۔

حدیث وتفسیر اورفن حقائق واسرار کی کتابیں اکثر زیر درس بھی رہتیں۔دعوت و بیان کا انداز حکیمانہ،تصنیف و تالیف کی شان فلسفیانہ ہونے کے باوجود شعر وسخن میں بھی اعلیٰ ذوق اور ثقہ انداز رکھتے تھے۔ ان کی مثنویاں،قصائداور فصیح و بلیغ نظمیں ،اعلیٰ ترین ذوق سخن کی غمازی کرتی ہیں۔

الغرض وہ اپنے جامع الصفات اکابر واسلاف کے کمالات ومحاسن،نجابت وسعادت ،شرافت و دجاہت،فضل وکمال، اخلاق وشرافت، وقار وتمکنت،فکر واصابت،تواضع ومتانت کا ایک پیکر جمیل اور دیو بند کی اعلیٰ روایات کا ایک مرقع اور ظاہری لطافت و نظافت اور حسن و پاکیز گی کا ایک مجسمہ تھے۔ان کا ماتم ان سب صفات کا ماتم ہے، پوری قوم اور پوری ملت کا ماتم ہے، دنیائے علم وفضل کا ماتم ہے۔درسگاہوں ، جامعات اور خانقاہوں کا ماتم ہے۔اور دارالعلوم حقانیہ کے لیے بھی اس لحاظ سے ایک عظیم ماتم کہ دارالعلوم اوراس کے بانی مدظلہ کے ساتھ حضرت حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے علائق و روابط اور خصوصی عنایات وتوجہات کی داستان تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہے۔

ع کبھی فرصت میں سُن لینا بڑی ہے داستان میری

الوداع اے فخر و دین وملت، الوداع اے خادم حسنِ اسلام، الوداع اے شارح علوم قاسمیہ، االوداع اے امین گلشن علوم نبویہ، الوداع اے میر کارواں، الوداع تیری تُربت پر ہزاروں رحمتیں ہوں اورتو رب کریم کی بے پناہ لطف وکرم سے مالا مال ہو۔

نذر اشک بے قرار ازمن پذیر
گریۂ بے اختیار ازمن پذیر

یرد الله مضجعك و نورضریحك و انزل علیك شآبیب رحمتك

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب کا حضرت افغانیؒ کے جنازہ پر خطاب

حضرت علامہ شمس الحق افغانی ایک جامع العلوم ہستی

۱۶/اگست ۱۹۸۳ء: کوحضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کا وصال ہوانماز جنازہ اسی دن شام ۶ بجے ان کے آبائی گاؤں ترنگزئی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے پڑھائی اورنماز کے بعد جنازہ کے شرکاء سے مختصراً حسب ذیل خطاب بھی ارشاد فرمایا:

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم قال النبی صلی الله علیه وسلم موت العالم موت العالم

حضرت مولانا مرحوم کی جدائی ہم سب کیلئے صوبہ سرحد اور پاکستان کیلئے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کیلئے ایک

انتہائی صدمہ ہے، حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کی اس وقت اس زمانہ میں مثال اور نظیر علم میں کوئی پیش نہیں کرسکتا، اپنے دور میں بے نظیر اور بے مثال تھے، ایسی پاکیزہ اور جامع العلوم ہستی ہم سے جدا ہوگئی مولانا نہ صرف قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے ایک بڑے عمیق بلکہ موجودہ دور کے سیاسی اقتصادی اور دیگر جدید مسائل کے بھی جید عالم تھے، یورپ نے جو گندگی پھیلائی اسکے ازالہ کا مولانا مرحوم کو ایک خاص ملکہ تھا، وہ ایک بے مثال مینار تھے، کسی ایک فن کا نہیں بلکہ دور جدید کے سارے مسائل کا حل اور تجاویز رکھتے تھے، ہم سے جب بھی کسی نے ایسے جامع عالم کے بارہ میں پوچھا تو فورا مولانا مرحوم کا نام ہی سامنے آتا، عوام کو ان کی قدر معلوم نہیں کہ مولانا کیا شان رکھتے تھے کہ

ع قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری

وہ بلاشبہ علوم کے سمندر تھے علوم قدیم وجدیدہ کے تحریر وتقریر سے دین کی وضاحت اور تشریح کرنے والے تھے، ترجمان دین تھے، یہاں گھر پر تو کم ہی رہے، دیوبند میں جو عالم اسلام کیلئے مرکز علوم اسلامیہ ہے، ان کا علمی شان ظاہر ہوا، جیسے امام بخاری اور دیگر اسلاف کسی شہر بصرہ، کوفہ وغیرہ سے گذرتے تو وہاں کے لوگ علمی شان معلوم کرنے کیلئے امتحان لیتے، تو حضرت افغانی جب دیوبند تشریف لائے تو سینکڑوں علماء وطلباء مختلف النوع مسائل میں تفتیش وتحقیق کرنے لگ جاتے آپ ایسے شافی جواب دیتے کہ سب کہنے لگتے کہ ان کے بارہ میں جو کچھ سنا تھا، اس سے بہت بلند پایا یہ تو بحر ذخار ہیں ایک ایک بات موتی اور جوہر کی طرح ہوتی، ایسا معقول انداز بیان ایسی فصاحت وبلاغت کہ حیرت ہوتی۔

تو بھائیو! آج ہم سب، خصوصاً پاکستان ایک مایہ ناز اور سرمایہ افتخار عالم سے محروم ہوگیا، جو واقعی وارث الانبیاء تھا، العلماء ورثۃ الانبیاء آج اس وارث الانبیاء ہستی سے ہم محروم ہوگئے، تو جتنے بھی روئیں جتنا بھی افسوس کریں، اور جتنا بھی حسرت کریں کم ہے، آج ہم یتیم ہوگئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ عالم کی موت عالَم کی فنا ہے، فرمایا قیامت سے قبل علماء اٹھالئے جائیں گے، اور جب علماء سے مخلوق محروم ہوجائے گی، اور دین سکھانا بند ہوگا، تو دین پر عمل بھی بند ہوجائے گا تو قیامت کیوں قائم نہ ہو، آج ہم باعمل عالم ایک محقق عالم اور محدث اور ماہر علوم قدیم وجدیدۃ اور ہر باطل کے مقابلہ کیلئے دلائل کا انبار لگانے والی ہستی کے سایہ سے محروم ہوگئے ہیں، حق تعالیٰ ان کو درجات عالیہ اور مقامات قرب سے نوازے، اور ان کی برکات وفیوضات سے ہم سب کو مالا مال کرے۔

حضرت مولانا شمس الحق افغانی کی وفات پر مولانا سمیع الحق کے تعزیتی تاثرات

وادریغا۔ کہ ابھی ہم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کے ماتم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ۱۶/اگست منگل کی شام کو عین غروب آفتاب کے ساتھ ہم نے علم و معرفت کا ایک اور آفتاب بھی سپرد خاک کر دیا۔ ایک کے غروب سے کائنات رنگ و بو پر تاریکی چھاگئی تو دوسرے کے پنہاں ہونے سے کائنات علم و فضل میں ظلمت آگئی۔ علامۂ یگانہ، محقق زمانہ، متکلم اسلام، شمس العلوم والمعارف فیلسوف اسلام علامہ شمس الحق صاحب افغانیؒ سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند، سابق وزیر معارف ریاست قلات بلوچستان۔ سابق صدر مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، سابق شیخ الحدیث والتفسیر اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ، سابق شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور، خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ قدس اللہ سرہ العزیز واصل بحق ہوئے جو پچھلے دو ایک سال سے صاحب فراش تھے۔ ۱۶/اگست صبح نو بجے سانحۂ ارتحال پیش آیا، نماز جنازہ اسی دن ۶ بجے شام ان کے گاؤں ترنگ زئی تحصیل چارسدہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے پڑھائی اور نماز کے بعد حاضرین سے جس میں بڑی تعداد علماء و صلحاء کی تھی علامہ مرحوم کے فضائل و مناقب پر مختصر خطاب فرمایا۔ دارالعلوم حقانیہ سے بڑی تعداد میں اساتذہ وطلباء نے بھی خصوصی بسوں کا انتظام کر کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ غروب آفتاب کے وقت اس علامۂ دوران کی تدفین عمل میں آئی، شام کی ڈھلنے والی تاریکیوں میں لوگ واپس ہو رہے تھے تو ارباب صدق و صفا اور اصحاب علم و فضل کے اس قدر تیزی سے رخصتِ سفر باندھنے پر کتنے اصحابِ درد تھے جن کے دل ڈوبتے جا رہے تھے اور زبانِ حال سے کوئی کہہ رہا تھا۔

اٹھے جاتے ہیں اب اس بزم سے ارباب نظر
گھٹے جاتے ہیں میرے دل کے بڑھانے والے

مولانا کی ولادت ۷/رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۰۱ء ایک علمی خاندان میں ہوئی، نام شمس القمر رکھا گیا جو بعد میں شمس الحق سے تبدیل ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد سرحد و افغانستان کے مشاہیر علم و فضل سے علوم و فنون کی تکمیل کی، ۱۹۲۰ء میں دارالعلوم دیوبند پہنچ کر ۱۹۲۱ء میں علامۃ العصر سید انور شاہ کشمیریؒ سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغ حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ہندوستان کے ارتدادی فتنوں کی سرکوبی میں لگ گئے اور شُدھی تحریک کی روک تھام میں بھرپور حصہ لیا۔ وہ ابتداء سے ہی علمی میدان کے شہسوار تھے۔ علم و فضل کے ہتھیار سے آریہ سماج کے مشہور مناظرین کو بڑے بڑے

اجتماعات میں عبرتناک شکست دی۔ اس کامیابی پر ان کے اکابر اساتذہ نے دلی مسرتوں کا اظہار کیا اور دل کھول کر دعائیں دیں۔

اس کے بعد برصغیر کے تقریباً ایک درجن علمی اداروں، مدارس اور جامعات میں اسلامی علوم وفنون کی تدریس میں منہمک رہے جن میں سرفہرست دارالعلوم دیو بند ہے جہاں آپ نے تفسیر کی اعلیٰ کتابیں پڑھائیں۔ ۱۹۳۹ء میں آپ کو ریاست ہائے متحدہ بلوچستان قلات کی وزارتِ معارف کی پیشکش کی گئی اور اکابر کے مشورہ پر قضاوتعلیم کی وزارت کا قلمدان سنبھالا۔ پورے گیارہ سال آپ اس منصب پر فائز رہے۔ اس دور کے نظام عدل وقضا اور عدالتی قوانین سے متعلق آپ کی وابستگی کے نتیجہ میں دنیائے علم کو "معین القضاۃ والمفتیین" کی شکل میں قضاء وافتاء سے متعلق فقہ اسلامی کے چیدہ اصول وقواعد کا مجموعہ ملا جس نے اہل علم سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ اسلام کے ضابطۂ دیوانی وفوجداری پر بھی آپ نے گرانمایہ کام کیا۔ انگریز کے چھوڑے ہوئے عدالتی نظام کے سائے سمٹنے کی بجائے پھیلتے چلے گئے اور ۱۹۵۵ء میں ون یونٹ کے قیام کے ساتھ ان کے زیر نظم علاقے پر بھی اس نظام کے منحوس سائے چھا گئے اور شرعی قوانین کی بالادستی قائم نہ رہ سکی تو آپ نے استعفاء دے دیا کہ کسی شرعی عدالت پر رائج الوقت عدالتوں کی برتری کو شریعت کے وقار اور شان کے خلاف سمجھتے تھے۔

تقسیم ہند کے بعد جب دیو بند کے راستے مسدود ہو گئے اور بانی دارالعلوم حقانیہ حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کو بامرِ مجبوری گھر ٹھہرنا پڑا تو حضرت مرحوم نے اپنے ریاستی فرائض قضاء وتعلیم میں شریک کرانے کے لئے مولانا موصوف کو باصرار بلوچستان بلانا چاہا، بات چل رہی تھی، اُدھر حق تعالیٰ نے مولانا مدظلہٗ سے دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں ایک عظیم کام لینا تھا شاید اس لیے یہ دعوت قبول نہ ہوسکی۔ ناچیز کے علاوہ بہت سے حضرات کو یہ حسرت رہی کہ کاش علامہ مرحوم بھی (بلوچستان کی مصروفیت کتنی ہی اہم کیوں نہ ہو) درس وتدریس کا روائتی سلسلہ اپنے مادر علمی دارالعلوم دیو بند اور اس کے بعد ایسے ہی اہم دینی مدارس میں جاری رکھے ہوتے اور ریاستوں اور عصری جامعات کے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب کے دینی خدمات کی بجائے کسی مدرسہ کے دارالحدیث یا خانقاہ کی مسندِ ارشاد ہی پر متمکن رہتے تو ان کے خداداد افادہ کا حلقہ اور فیض واستفادہ کا دائرہ بہت ہمہ گیر اور عالمگیر ہوتا اور وہ تلامذہ اور مستفیدین کے اعتبار سے اپنے وقت کے علامہ کشمیری اور علامہ عثمانی بن کر دنیا سے اُٹھتے کہ ان کی عبقری شخصیت اور علوم کی جامعیت کے شایانِ شان یہی تھا۔

بلوچستان اور بہاولپور کے دور اُفتادہ اور لگی بندھی ذمہ داریوں اور محدود فرائض نے ان کے علم

وفضل کے بحر ذخار کو ایک گونہ بند لگا دیا۔مگر پھر بھی تقریر و خطابت ،تصنیف و تالیف بالخصوص عصر حاضر کے جدید مسائل پر قومی اور عصری کمیٹیوں اور مجالس مذاکرہ کی شکل میں آپ نے علم اور دین کی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔شاید اس میں بھی اللہ کی یہی حکمت تھی کہ آپ مدارس کے شبانہ روز تدریسی بندھنوں سے آزاد رہ کر ان دائروں میں اسلام کی ترجمانی کرسکیں، جو ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی اور اس لحاظ سے آپ کا مقام عصر حاضر کے علماء میں بہت ممتاز تھا کہ اسلامی مباحث وعلوم کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے آپ عصرِ حاضر کے اٹھائے گئے شبہات پر سیر حاصل روشنی ڈالتے اور عہدِ جدید کے اذہان اور اس دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے۔ ہر تحریر وتقریر کا محور اور مرکزی نقطہ اسلامی مباحث وعقائد کی حقانیت کو کلامی انداز میں اُجاگر کرنا اور دلنشین کرانا ہوتا، وہ شریعت اسلامیہ کے لازوال عقائد و اصول کو نہایت معقول اور محققانہ انداز میں پیش فرماتے ۔مغرب اور مغربیت پر ان کی نشتر زنی بڑی جارحانہ ہوتی۔ وہ اس ضمن میں جب مسٹر اور ملا کا موازنہ کرتے تو عجیب نکتہ آفرینی فرماتے کہ مجمع متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ان کا اندازِ درس بھی محاضرات اور لیکچرز کا ہوتا جسے ان کے تلامذہ نوٹ کرتے، وہ کسی بھی مشکل اور اہم موضوع کے عجیب عجیب عنوانات قائم کرکے تحلیل وتجزیہ کرتے۔

ماہنامہ الحق کو سب سے زیادہ یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے اپنے آغاز ہی سے علامہ مرحوم کے علوم و مقالات کو پہلی بار شائع کیا۔حضرت علامہؒ کے اکثر تصانیف و رسائل کا زیادہ تر حصہ اولاً الحق میں شائع ہوتا رہا اور اس طرح مولانا کے علمی فیوضات سے بیرونی دنیا کو استفادہ وتعارف کا موقع ملا۔اُن کی مادری زبان پشتو تھی مگر اُردو میں نہایت شُستہ تقریر فرماتے، تحریر کے ساتھ تقریر کا ایسا ملکہ کم ہی پشتون علماء کو حاصل ہوا۔وہ کسی علمی موضوع پر گفتگو کرتے تو ساری مجلس پر اسلامی عظمت وحقانیت کا رنگ چھا جاتا۔وہ اسلام کی حقانیت کے ترجمانی اور علمی دنیا کا سرمایۂ افتخار تھے اور جب چلے گئے تو اپنا بدل اور نظیر نہیں چھوڑ سکے کہ اس دور میں ایسے وسیع النظر علماء تو کیا ان سے بہت کم درجے کے اصحاب علم و دانش کا وجود عنقا بنتا جا رہا ہے۔حق تعالیٰ مولانا مرحوم کو ان کی علمی عظمتوں کی طرح وہاں بھی بلند وارفع درجات سے نوازے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔

اللھم افض علیہ من شابیب رحمتك وعفوك واد خلہ الجنة واستقبنا من علومہٖ وبرکاتہ آمین (الحق اگست ۱۹۸۳ء)

خصوصی مضمون

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

علم وعمل کا عظیم پیکر

شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله و كفىٰ والصلوٰة والسلام على خير الخلائق والانبياء محمد ن المصطفى المجتبىٰ الى يوم الجزاء امابعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ O وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن:۲۶-۲۷)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

اس دنیا میں جو بھی بستا ہے اس کو دنیا سے فنا ہونا ہے بقاء صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے، جس سے معلوم ہوا کہ موت کا آنا ایک اٹل حقیقت ہے اور یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے کیونکہ موت ہر ایک کو آنی ہے موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے اور نہ کوئی ولی جو بھی اس دنیا میں آیا وہ اپنا وقت مقررہ اور دانا پانی پورا کر کے اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، حدیث نبوی ہے ان النفس لن تموت حتى تستكمل اجلها وتستوعب رزقها دنیا میں آنا درحقیقت دنیا سے جانے کی تکمیل ہوتی ہے حضرات انبیاء کرام اور خصوصاً سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا فانی کو خیر آباد کہہ کر رخصت ہو جانا مسلمانوں کے اس عقیدہ موت کو اور بھی پختہ کر دیتا ہے کیونکہ اگر دنیا میں کسی کو ہمیشہ کیلئے رہنا ہوتا تو حضرت انبیاء کرام رہتے اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہتے ......

دریں دنیا کسے پائندہ بودے ابو القاسم محمدؐ زندہ بودے

اور اسی طرح ایک عربی شاعر نے فرمایا......

لو كان فى الدنيا بقاء لساكن لكان رسول الله فيها مخلداً

موت العالِم موت العالَم

اگر دنیا میں کسی آنے والے کو ہمیشہ رہنا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہمیشہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ جس نفس کیلئے جتنا وقت مقرر کیا ہے وہ اپنا وقت مقررہ مدت گزار کر دنیا اور اہل دنیا کو خیر باد کہہ کر دارالبقاء کی طرف رخلت کر دیتا ہے مگر بعض انسانوں کا اس دار فانی سے رحلت کر کے جانا ایسی خلا پیدا کر دیتا ہے جو کبھی پُر نہیں ہوتا اس کے جانے سے دنیا ہل جاتی ہے بقیۃ السلف، اکابر شیخ المشائخ، استاد العلماء،

رئیس المحد ثین،صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت اقدس شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ بھی ان شخصیات میں سے ہیں جن کے جانے سے وہ خلا پیدا ہوچکی ہے جو صدیوں تک خلا ہی رہے گی۔آپ کی موت حقیقتاً موت العالِم موت العالَم کا مصداق ہے۔

فما کان قیس هلكه هلك واحد ولكنه بنيان قوم تهدما

مسلک اعتدال کے داعی

حضرت اقدس کی وفات کسی ایک انسان کی موت نہیں بلکہ اس سے پوری قوم کی بنیادیں ہل گئی ہیں کیونکہ حضرت اقدس تمام علماء ،طلباء ،عوام الناس اور ہر طبقہ کے عظیم المرتبت ،مقبول اور محبوب ترین اور ہر دل عزیز شخصیت تھے نیز حضرت اقدسؒ ایک ایسی شخصیت کے مالک تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلامی قلعہ کا محافظ بنایا تھا جن کی ذات سے حق وصداقت کو فتح ونصرت حاصل ہوتی رہی ،جن کی عالمانہ بصیرت سے لوگوں کے شکوک وشبہات کا ازالہ ہوتا رہا جن کی محدثانہ گفتگو سے علماء عرب وعجم دنگ رہ گئے ۔جنہوں نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے پلیٹ فارم پر تمام مدارس ،علماء ،طلباء کو متحد رکھا۔مدارس عربیہ کے نظام تعلیم ، نظام امتحانات ،نظام مالیات ،نظام اہتمام و انصرام کے لئے اصول مرتب کئے ،ان کو متحد رکھا اور دنیا میں مدارس کے مورال کو اونچا کیا۔آپؒ کی مجموعی طور پر پوری زندگی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر گزری آپؒ کے اخلاق ،اخلاص للھیت ،علم وعمل ،تواضع وانکساری ،اسوہ حسنہ کی پیروی ،سخاوت ،شجاعت ، جرأت وبہادری ، بلکہ ظرافت ،لطافت ،چال ڈھال میں حتی کہ نجی مجالس تک میں اپنے اسلاف علماء دیوبند کے عملی وحقیقی یادگار تھے تاحیات اپنے اسلاف کی طرح مسلک اعتدال پر رہے اور اسکے عظیم داعی بھی رہے ،افراط وتفریط سے کبھی اپنے دامن کو داغدار نہیں ہونے دیا ،اتنے بڑے عالم وفاضل ،شیخ المشائخ اور استاذ العلماء ہونے کے باوجود علمی فخر وغرور ،تکبر وانانیت سے کوسوں نہ صرف خود دور رہے بلکہ اپنے حلقہ اثر میں بھی کسی کو اس راستے پر چلنے نہ دیا۔علم وعمل کے روشن مینار ہونے ،اخلاق ،انسانیت ،شرافت اور روحانیت کے جامع شخصیت ہونے کی بناء پر آپ کی ذات گرامی بلافرق وامتیاز خواص وعوام کا مرجع اور منظور نظر تا قیامت رہے گی ......

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

وفاق المدارس کی سربلندی اوراستحکام میں اہم کردار

وفاق المدارس العربیہ کے سربلندی اور استحکام کیلئے ان کے تگ ودو کی یہ حالت تھی کہ باوجود شدید کمزوری وپیرانہ سالی طویل اسفار سے بھی نہ کتراتے ،وفاق کی طرف سے لاہور میں عظیم الشان اجتماع منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔اس کی کامیابی کیلئے ملک کے چاروں صوبوں بشمول قبائلی علاقہ جات جلسے کرنے کا

اہتمام کیا گیا۔حضرت ہر شہر کے اجتماع میں شرکت کیلئے باوجود نقاہت پہنچ جاتے ، پشاور کے بعد مینگورہ سوات میں وفاق کا اجتماع تھا شدید سردی ، درجہ حرارت مائنس سے بھی کم ہونے کی وجہ سے ہر چیز منجمد ہورہی تھی ہم نے اصرار کیا کہ آپ تشریف نہ لائیں مگراسی نقاہت کی حالت میں سوات پہنچے ، مجھے یاد ہے کہ تقریبا تیس سال قبل وفاق المدارس میں شامل ہونے کیلئے صوبہ سندھ پنجاب ، کے پی کے اور آزاد کشمیر کے مدارس تیزی سے ملحق ہورہے تھے ،مگر صوبہ بلوچستان اور اسکے بلوچ علاقے میں مدارس کا وفاق میں شامل ہونے کا ذوق کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا ،بعض علاقے ایسے بھی تھے ،جہاں آمدورفت اور پہنچنے کے ذرائع مثلاً سڑک، گاڑی وغیرہ کا تصور نہ تھا مگراس عزم استقامت کے پیکر ،مرد قلندر نے کمر باندھی اوراس دور افتاد اور پُر خطر علاقوں کے دورے کئے ،سواری نہ ہونے کی وجہ سے خچر اور گھوڑوں وغیرہ پر سوار ہوئے، دور سے دور اور چھوٹے سے چھوٹے مدرسہ کو وفاق کا پیغام دیا۔بحمدللہ آج اللہ کے فضل اور حضرتؒ کے شبانہ روز کوششوں اور مساعی سے ملک کے چاروں صوبے، آزاد کشمیر، شمالی علاقہ جات اور بیرونی ملک کے بعض مدارس اس عظیم ادارہ کے چھتری کے نیچے جمع اور متحد ہوگئے۔

فراست : اصابت رائے میں حالت یہ تھی کہ بندہ ایک طویل عرصہ سے مجلس عاملہ سے منسلک ہے، اجلاسوں میں کئی مسائل پر بحث ہوتی رہتی کبھی کبھار مجلس عاملہ کے معزز ارکان کسی مسئلہ پر متفقہ فیصلہ نہ کرسکے آخر میں حضرت کو اللہ تعالیٰ نے جو فراست عطا فرمائی تھی اس سے بھرپور دھیمے انداز میں بیان فرماتے اور تمام عاملہ ان کی رائے کو سن کر ایک فیصلہ پر متفق ہوجاتے ،ہم نے دیکھا کہ مستقبل میں وہ فیصلہ وفاق کے لئے مشعل راہ بن کر مزید ترقی اور استحکام کا ذریعہ بن جاتا۔

تصنیفی و تالیفی خدمات : بہر حال آپؒ کی عظیم دینی شخصیت کا دائرہ خدمات بہت وسیع رہا درس تدریس، انتظام انصرام تعلیم وتربیت ،تحقیق وتصنیف ،دعوت وتبلیغ اور جہاد کے میدان میں آپؒ نے اپنا لوہا دنیا بھر میں منوایا۔حضرت کے لاکھوں تلامذہ جو دنیا کے کونے کونے میں علمی اور دینی خدمات سرانجام دینے میں مصروف عمل ہیں۔حضرت اقدسؒ ایک کامیاب مدرس اور مربی ہونے کے ساتھ ساتھ تصنیفی میدان میں بھی بہت آگے رہے۔

کشف الباری فی صحیح البخاری ، نفحات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ، جامع ترمذی کی شرح اور تفسیر القرآن وغیرہ کتابوں سے شاید ہی کوئی کتب خانہ خالی ہوگا شاید ہی کوئی مدرس اور طالب علم لاعلم ہوگا۔ بہت سے شیوخ الحدیث جو میدان تدریس میں اپنا سکہ منوا چکے ہیں وہ بھی درس کی تیاری میں کشف الباری کو سرفہرست رکھتے ہیں اور حضرت کی کتابوں سے استفادہ کا اعتراف کرچکے ہیں۔

شوق مطالعہ: ایسا کیوں نہ ہو حضرت اقدسؒ اس پیرانہ سالی میں مطالعہ کے اتنے شوقین تھے کہ ایک دفعہ میں وفاق المدارس کے کسی کام سے مشورہ کے لئے حضرت اقدس کے گھر گیا تو حضرت اقدس نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا جب میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت اقدسؒ کے بیڈ کے دو تھائی حصے پر کتابیں کھلی پڑھی تھی حضرت درس وتصنیف کی تیاری کے لئے مطالعہ میں مشغول تھے آپؒ کا اپنے تلامذہ متعلقین اور معتقدین کے ساتھ شفقت کا یہ عالم تھا کہ ہر کوئی اپنے آپ کو حضرت اقدسؒ کا قریب ترین سمجھتا تھا۔ حضرت اقدسؒ راقم الحروف اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ساتھ انتہائی شفقت اور قرب کا تعلق رہا ہے۔

حضرت والد شیخ الحدیثؒ سے والہانہ عقیدت ومحبت: دارالعلوم حقانیہ حضرت اقدسؒ اپنا ہی مدرسہ سمجھتے تھے اور یہاں آنا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے کیونکہ حضرت اقدس، حضرت والد صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے دارالعلوم دیوبند میں شاگرد رہ چکے تھے۔ اور آپؒ سے احادیث تک کی کتابیں پڑھی تھی اسی بناء حضرت والد صاحب کے ساتھ خصوصی تعلق اور محبت تھی شیخ مکرم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ساتھ والہانہ محبت کا مظاہرہ فرماتے۔ ہم پر بھی حضرت اقدس کا دست شفقت رہتا رہا۔ اسی عظمت اور استاد قدردانی کی بناء پر بندہ جب بھی ملتان میں ان کی آرام گاہ میں داخل ہوا۔ حضرت فوراً لیٹنے سے بیٹھنے کی حالت اختیار کر لیتے، میرے بار بار اصرار کہ حضرت لیٹ جائیں۔ فرماتے کہ یہ ناممکن ہے کہ استاوزادہ ہو اور میں لیٹ جاؤں حالانکہ اس وقت ان کی حالت انتہائی کمزور تھی پھر اسی وجہ سے بندہ نے بلا شدید ضرورت ان کے کمرہ میں داخل ہونا کم کر دیا۔ ہم حضرت اقدس کے ساتھ اسفار میں رہے، میں نے حضرت کو بہت ہی قریب سے دیکھا حضرت اپنے تمام ساتھیوں کا اپنی اولاد کی طرح خیال رکھتے تھے۔

عاش سعیداً و مات حمیدا: لیکن رسم دنیا یوں ہی چلی آرہی ہے کہ یہاں جو آیا ہے جانے کیلئے آیا ہے زندگی کے صغری کبری کو جب اور جیسے چاہو ملایا جائے۔ اسکا نتیجہ موت کے سوا کچھ نہیں نکلے گا تو اس طرح کاروان علماء دیوبند کا عظیم سپوت علم وفضل اور قافلہ ولی اللہی کے آفتاب کا درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا لیکن اسکے باوجود حضرت اقدس تا قیامت اپنی علمی کارناموں، دینی خدمات اور اپنی روحانی اولاد کے وجہ سے اہل علم اور عوام کے دلوں میں زندہ رہیں گے...... اخو العلم حی خالد بعد موتہ واوصالہ تحت التراب رمیم کیونکہ حضرت اقدس اس دنیا میں عاش سعیداً و مات حمیدا کا مصداق ہے صمیم قلب سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطاء فرمائیں اور ان کے قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے برکات اسکے اہل خانہ اور تمام علماء وطلباء پر قائم ودائم رکھیں۔ آمین

خصوصی تحریر: قاضی فضل اللہ حقانی*

بروفات شیخ الحدیثؒ ۷ ستمبر کی مناسبت سے

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ

علم وعمل کا پیکر، تواضع وانکساری کا مرقع

ہندوستان کے حوالے سے جب کہا جاتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب تو فوراً ذہن میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کی طرف چلا جاتا ہے اور پاکستان میں جہاں بھی حضرت شیخ الحدیث کا ذکر ہوتا تو ذہن کو متبادر ہوتا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ۔نام سے زیادہ اگر لقب پہچان ہو اور لقب بھی صفتی ہو تو اس سے پتہ لگتا ہے کہ متعلقہ میدان یا صفت کے حوالے سے اس کے حامل کا کیا مقام ہے یعنی حدیث اور شیخ الحدیث ہی پہچان بن گیا کیا سعادت اور خوش بختی ہے۔

گویا ان کا یہ وصف غالبہ علمیت پر غالب آچکا تھا یعنی اگر آپ نام لیتے مولانا عبدالحق صاحبؒ کا یا مولانا زکریا صاحبؒ کا تو کسی کے لئے پوچھنے کا مجال ہوا کرتا تھا کہ کون سے مولانا عبدالحق یا کون سے مولانا زکریا؟ لیکن اگر آپ ہندوستان میں حضرت شیخ الحدیث کا ذکر کرتے تو ہر کسی کے ذہن میں آجاتا کہ مولانا زکریا صاحبؒ مراد ہیں اور اگر آپ پاکستان میں حضرت شیخ الحدیث کا ذکر کرتے تو وہاں بھی یہی معلوم ہوتا کہ مولانا عبدالحق صاحبؒ مراد ہیں۔اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے کبھی اپنی نام کی شہرت نہیں چاہی تھی بلکہ اپنے آپ کو درس حدیث کے لئے ایسے وقف کر چکے تھے کہ وہ ان کی شناخت اور شہرت بن گئی۔

حدیث مبارکہ اور اس کے اثرات: رسول پاکؐ کا فرمان "نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها واداها لمن لم يسمعها او كما سمعها" اللہ خوش وخرم رکھے اس شخص کو کہ جس نے میرا مقال (فرمان) سنا اس کو محفوظ کیا اور اس کو ادا کیا (یعنی پہنچایا) اس کو جس نے یہ نہیں سنا تھا (یا اس کا ادا کیا) جیسا کہ اسے سنا تھا۔

حدیث ہذا میں دو باتیں ہوئیں محفوظ کرنے کے بعد ایک اس کا آگے پہنچانا اور دوسرا اس طرح ہی پہنچانا جیسا کہ اس نے محفوظ کیا یعنی اس کے الفاظ ومعانی کے حوالے سے اسی شخص نے نہ تو قصداً کوئی تحریف

---

* دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند، عالم، مصنف، محقق عرصہ سے امریکہ کے اسلامی مراکز میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں، ظلمت کدہ مغرب میں قندیل حقانیہ کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

کیااورنہ ہی اس کے ادا کرنے میں لااُبالی پن کا مظاہرہ کیا یعنی پورے حزم اوراحتیاط کوملحوظ رکھا۔اوران حضرات نے ایسا کیاتھا کہ نہیں توان شخصیات پرنبوی دعا کااثر دیکھاجاسکتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانازکریارحمہ اللہ کوزندگی میں وہ مقبولیت ملی کہ آپ کی کتاب فضائل اعمال آپ کی زندگی ہی میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب تھی حالانکہ مشاہدہ یہ ہے کہ زندہ لوگوں کی تصنیف کوبہت کم ہی توجہ دی جاتی ہے کہ وہاں پرمعاصرت کاعنصرکارفرماہوتا ہے منافرت میں اورحضرت شیخ الحدیث مولاناعبدالحق صاحب رحمہ اللہ کووہ مقبولیت ملی کہ آپ کی زندگی میں آپ کامدرسہ دارالعلوم حقانیہ پاکستان کادیوبند بنااوریہ صرف دعویٰ نہیں بلکہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمدطیب رحمہ اللہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے خودہی فرمایایعنی اس کے دیوبندہونے کی تصدیق دیوبندہی نے کی۔"وشھدشاھدمن اھلھا"

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مولاناسیدحسین احمدمدنی رحمہ اللہ کے تلامیذاورخوشہ چینوں میں جس شخصیت کوشیخ الحدیث کے لقب سے پہچاناجانے لگاوہ حضرت شیخ الحدیث صاحب تھےاوریہ کہ آپ کوہرمکتب فکراہل حدیث،بریلوی اوراہل تشیع میں حتی کہ سیکولرطبقے میں بھی احترام سے دیکھاگیا۔اورعامۃ الناس تو آپ کے ایک جھلک دیکھنے سے ہی گرویدہ ہوجاتے۔

عوامی مقبولیت اورانتخابات میں کامیابی : اوریہی وجہ ہے کہ 1970ء میں جب پہلے عام انتخابات ہوئے توآپ کے مقابلہ میں اس وقت کے صوبہ سرحدکے وسطی علاقوں پشاور،مردان،چارسدہ،نوشہرہ اورصوابی میں نیشنل عوامی پارٹی کابہت زورتھااوران کے مرکزی لیڈرمشہورقوم پرست اورپشتوزبان کے شاعراجمل خٹک آپ سے کافی مارجن کے ساتھ شکست کھاگئے حالانکہ آپ خودتوبہت ہی کم کہیں انتخابی جلسوں میں گئے اورجاتے بھی تواپنے مزاج کے مطابق دینی اصلاحی بیان فرماتے زیادہ ترطلبہ اورعلماء ہی نے آپ کی انتخابی مہم چلائی۔

ہم خودتواس وقت دوسرے جگہ حصول علم میں لگے تھےلیکن جوانی تھی توبڑے جوش اورجذبے سے اگرایک جانب حضرت شیخ القرآن مولاناعبدالہادی رحمہ اللہ کے انتخابی مہم میں سرگرم تھےتوساتھ ساتھ مولاناحمداللہ صاحب اورمولاناعبدالحق صاحب کے حلقوں میں بھی جاکرمہم چلاتے۔ایک تواس لئے کہ پہلاالیکشن تھادوسرایہ کہ یہ علماء اپنے علم وتقویٰ کے حوالے سے معروف ومشہورتھے تیسرایہ کہ اس وقت تویہ معلوم نہیں تھاکہ پارلیمنٹ میں اکثریت پربات ہوتی ہے۔ہم ایک جانب تویہ سمجھ رہے تھے کہ پورے پاکستان سے علماء کی اکثریت ہی کامیاب ہوگی اوراگرنہ بھی ہوتویہ لوگ گئے اوراسلام آہی گیااوریہ بھی نہ ہوتوان حضرات کااسمبلی میں وجودہی غنیمت ہے جوبعدمیں ثابت بھی ہوا۔

اسلامی آئین کی تشکیل میں علماء کا کردار: جب آئین تشکیل پا رہا تھا ان علماء اور دینی جماعتوں کے راہنماؤں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر آئین میں اُساسی دفعات اسلام کے حوالے سے ڈال کر پٹڑی بچھائی۔ان حضرات میں حضرت مفتی محمود صاحبؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ اور کچھ دیگر حضرات کے مساعی شامل تھے اور یہ جو نا سمجھ یا ملحد قسم کے لوگوں کی طرف سے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ یہ مولوی تو نماز پڑھنے پڑھانے میں متفق نہیں ہوتے تو اسلامی نظام میں کس طرح متفق ہوسکیں گے یہ پروپیگنڈا خالی الذہن لوگوں کے اذہان تو پراگندہ کر دیتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے اس لئے کہ مختلف مکاتب فکر کے اکتیس علماء کئی دنوں کے بحث وتمحیص کے بعد بائیس نکات مرتب کر چکے تھے جو اسلام پر اتفاق کا ایک متفقہ چارٹر ہے۔

پھر یہ آئین میں اسلام کے حوالے سے اُساسی دفعات کا شامل کرنا اور وہ بھی بالاتفاق اس کا ایک دوسرا مظہر ہے پھر آئین ہی میں قانون سازی کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل جیسے آئینی ادارہ کی تشکیل جو اگرچہ سفارشات مرتب کرتا ہے کہ وہ ایک آئینی ادارہ تو ہے لیکن آئین ساز تو نہیں نہ قانون سازی کی ان کی ذمہ داری پارلمینٹ جیسی ہے اگرچہ آئین نے ایک محدود مدت مقرر کی تھی کہ اتنی مدت میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ملک کے سارے قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈالنا لازمی ہے لیکن اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے ایک سازش کے تحت ایک فوجی جنرل کو آ مسلط کروایا گیا،آئین معطل ہوگیا اور اس کے تعطل سے وہ محدود مدت کا تصور منقطع ہوگیا۔

اسلامی آئین کو غیر موثر کرنے کے حربے: اب ستم ظریفوں کا استدلال الفاظ کے جھمبلیوں میں پڑھ کر یوں ہوا بلکہ کرایا گیا کہ وہ مدت تو ختم ہوئی اور قانون سازی نہ ہوسکی تو وہ اپنی اہمیت کھو گیا ہے اور اسی جنرل صاحب نے مختلف حیلوں بہانوں سے آئین کے اس تصور پر زور دینے کو بے اثر بنانے کیلئے ہر وقت اسلام، اسلامی نظام اور کچھ جزوی قوانین کو مارشل لاء کے تحت بنانے اور لکھوانے کا عمل جاری رکھا کہ عامۃ الناس تو کیا بہت سارے تعلیم یافتہ حضرات بھی ان باریکیوں کو تو نہیں جانتے کہ اس کا مقصد کیا ہے جبکہ حدود تو قانون میں لکھے گئے لیکن آج تک تو میرے نوٹس میں نہیں آیا کہ کسی ایک حد کا بھی اجراء ہو چکا ہو اس انداز سے کہ جسے شرعی اور اسلامی کہا جائے۔بہر تقدیر خوئے بدرا بہانہ بسیار کے مصداق جن باطن میں نظام اسلام کے حوالے سے خبث ہے وہ تو پروپیگنڈے سے باز نہیں آئیں گے۔

مسلمان کی تعریف اور شیخ الحدیث کا کردار: ان حضرات علماء نے جب صدر مملکت کے لئے مثلاً مسلمان ہونے کی شرط رکھی تو حکومت کے ذمہ داروں نے ان سے کہا لیکن مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ وہ سمجھتے

تھے کہ مختلف مسالک کے حامل لوگ ایک تعریف پر کبھی بھی متفق نہ ہوسکیں گے اور یوں اس مسئلے سے جان چھوٹے گی لیکن ان علماء نے ایک متفقہ تعریف وضع کیا اور اس تعریف کی تدوین بھی حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے کی ہے۔

پھر جب قادیانیت کا مسئلہ آ پیش ہوا اور مرزا قادیانی کے پوتے مرزا ناصر کو اسمبلی میں بلایا گیا جو چودہ دن تک اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے پر لگا رہا اور وہ تو پورے اسلامی وضع قطع پگڑی داڑھی تسبیح اور خوب بن سنور کے آتا تو دین کے حوالے سے یہ سطحی لوگ ایک دوسرے سے کہتے کہ یہ مولوی بھی عجیب مخلوق ہے دیکھو اس (خاکم بدہن) مسلمان بندے کو کافر بنانے پر تلے ہوئے ہیں یہ تو فرشتہ سا معلوم ہوتا ہے۔ایک ممبر نے بیٹھے بیٹھے ساتھی سے یہ بات کہی اور وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ تو سطحی چیز کو جانتے ہیں دین کو تو نہیں جانتے کہ دین ظاہر کا نہیں اُساسی عقیدے کا نام ہے جس کے پھر تقاضے ہیں زندگی کے سارے میدانوں مین اس کی عملیت ہے تو قریب دوسرے بندے کو یہ پتہ تھا کہ یہ ممبر صاحب باوجود سطحی مسلمان ہونے کے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے بہت متاثر ہیں اس نے فوراً حضرت کو اشارہ کیا کہ یہ تو آپ فرشتہ سمجھتے ہیں لیکن شیخ الحدیث صاحب کے متعلق کیا خیال ہے؟ تو فرمایا وہ تو اس حوالے سے جبرئیل امین ہے تو فوراً اس دوسرے ممبر نے کہا تو پھر سنو یہ جبرئیل امین کہتا ہے کہ یہ آدمی فرشتہ نہیں کافر اور غیر مسلم ہے تو فوراً اس پہلے والے نے کہا کہ جب حضرت شیخ الحدیث صاحب کہتے ہیں تو پھر یہ صحیح ہے۔یعنی حضرت کا کردار اور شخصیت اپنے تواضع ومتانت اور وقار کی وجہ سے ہر کسی کے ہاں مسلم تھے۔

مولانا ہزاروی کا دارالعلوم میں خطاب: مولانا غلام غوث ہزاروی صاحبؒ نے ایک بار دارالعلوم کی مسجد میں ایک انجمن کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسی کے تواضع میں شبہ ہوسکتا ہے کہ تصنع ہے سوائے حضرت شیخ الحدیث صاحب کے کہ یہ اس کی فطرت ہے اور فرمایا اخلاق کے حوالے سے کبھی اس نے کسی کا دل نہیں دکھایا نہ دکھانا چاہتا ہے اور چونکہ آپ تو مزاح بہت کرتے تھے تو فرمایا کہ حضرت تو شیطان کا بھی دل نہیں دکھانا چاہتا وہ تو اس کے حسن اعمال اور پابندی شریعت سے خود دکھتا ہے ورنہ حضرت کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہوتا آپ تشریف فرما تھے ہنس رہے تھے۔

تحریک ختم نبوت اور مولانا سمیع الحق: بہر تقدیر مرزا ناصر کا جواب اسکے دادا کی کتابوں سے رات بھر مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا تقی عثمانی صاحب ،مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیگر علماء کے ساتھ مل کر مرتب کرتے رہے اور اس نے جب بحث ختم کی تو مفتی محمود صاحبؒ اور مولانا عبدالحق صاحبؒ نے اس کو مبہوت کر دیا حتی کہ وہ سطحی مسلمان بھی پکار اٹھے تو اچھا یہ لوگ ہمیں کافر اور خنزیر، ذریۃ البغایا اور ہمارے

خواتین کو کتیاں کہتے ہیں یہ خود کافر ہیں۔ اب اس مسئلے کو ایک بار پھر اتفاقی بنانے کے لئے متعلقہ قرارداد پیش کرنے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کا انتخاب کیا گیا۔ یاد رہے کہ وزیر اعظیم کے انتخاب کے وقت بھی حزب اختلاف جن میں ساری مذہبی جماعتیں شامل تھیں انہوں نے مولانا نورانی صاحب ہی کو اپنا امیدوار بنایا تھا اور ایک بار پھر جب ملی یکجہتی کونسل بن گیا تو مولانا نورانی صاحب کو صدر بنایا گیا اور پھر متحدہ مجلس عمل کے بھی وہی صدر رہے جو سارے مسالک کی سیاسی دینی جماعتوں کا ایک اتحاد تھا۔اسی اتحاد نے ہی مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو وزیر اعظم کے انتخاب کے لئے نامزد کیا اور پھر وہ قائد حزب اختلاف بنے۔ اس سے قبل ستر کی اسمبلی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ قائد حزب اختلاف رہے ایم ایم اے نے قاضی حسین احمد مرحوم کو پارلیمانی قائد بنایا تھا۔اب اس تاریخ کے حوالے سے کہاں پر یہ پروپیگنڈا صادق آتا ہے۔

شیخ الحدیث کی اسمبلی میں مساعی: خیر تو بات ہو رہی تھی حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی۔آپ کی اسمبلی میں مساعی تو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے "قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ" کے نام سے کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔حضرت الشیخ روزانہ اجلاس کے لئے جاتے اور رات کو واپس آتے۔

شیخ الحدیث اور پابندی وقت: صبح پھر ہمیں درس ترمذی اور درس بخاری دیتے۔آپکے درس کا انداز بقول بزرگان کے حضرت مدنیؒ کا انعکاس معلوم ہوتا تھا۔آپ مسلسل دو گھنٹے لیتے۔صبح سویرے مسلم شریف کی کلاس حضرت صدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا، پر ابوداؤد حضرت مفتی صاحبؒ کا ہوتا۔اب آٹھ بجے کلاس شروع ہوتی تو نو بجے تک پھر دوسری کلاس 9 سے 10 بجے تک اور بعد ازاں حضرت شیخ الحدیث صاحب کا کلاس دس سے بارہ بجے تک کا تھا نظام الاوقات میں لیکن آپ دس بجے آتو جاتے لیکن دفتر جا کر آدھا گھنٹہ ضروری کاغذات پر دستخط وغیرہ کرواتے یا کچھ ہدایات دیتے ناظم صاحب اس کو مدرسہ کے متعلق تازہ ترین بتاتے اور آپ سے رائے لیتے یہ آدھا گھنٹہ آپ قصداً طلبہ کو ستاتے وضو تازہ کرتے یا اگر کوئی کمرے میں جا کر چائے وغیرہ پینا چاہے اس کیلئے دے دیتے۔اور پھر آپ 12 بجے کے بجائے 1 بجے تک پڑھاتے اور کبھی کبھار موضوع کے حوالے سے ڈیڑھ بھی بج جاتا۔آپکی آواز نقاہت کے باوجود سارے طلبہ تک علی السویہ پہنچ جاتا۔

حضرت شیخ کی تقریر ترمذی: میں تو آپ کی تقریر ترمذی کو کلاس ہی کے دوران عربی میں لکھتا رہا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے ایک سے زیادہ بار کہا کہ بعد میں اس پر کام کر کے چھپوا دیں گے لیکن وفاق کے امتحان سے کچھ ہفتہ دس دن پہلے کوئی وہ رجسٹر اٹھا کے لے گیا اور تا حال مجھے واپس نہیں ملا۔حضرت شیخ صاحبؒ سے کہا آپ نے ان سات آٹھ دنوں میں ہر روز درس سے پہلے کہا کہ وہ رجسٹر فضل اللہ کو واپس

کریں اگر کسی کو غلط فہمی ہے کہ کتاب کا سرقہ سرقہ نہیں اگر طالب یا عالم یہ کرے۔ فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ شبہ کی وجہ سے اس پر حد سرقہ نہیں سرقہ تو ہے گناہ بھی ہے اور کبیرہ بھی ہے بلکہ یہ تو ایک متعدی گناہ ہے کہ اس سے استفادہ کر کے سرقہ کے بعد تو آپ کا استفادہ پھر امتحان بعد ازاں کامیابی اور اس کے بعد مولوی بن کے تو جو کچھ کماؤ گے اس پر سوالیہ نشان لگا رہے گا کہ اگر قبیح لذاتہ نہ بھی ہو تو قبیح لغیرہ ہوگا اور یوں اگر حرام نہیں تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہوگا۔

درس و تدریس کا انوکھا انداز: درس ترمذی کا آپ کا انداز بہت ہی عجیب ہوتا کہ آپ مذاہب پر سیر حاصل بحث کر کے مستدلات ذکر کر کے امام ابو حنیفہؒ کا مذہب و مستدل ذکر کرنے کے بعد دیگران کے مستدلات کے جوابات دیتے اور حنفیہ کے مسلک کو ترجیح دے دیتے۔ آپ امام ترمذیؒ کے وفی الباب عن فلاں وفلاں الخ کے حوالے سے صحاح اور دیگر کتابوں سے وہ احادیث نکالتے خصوصاً جو حنفیہ کے مستدل ہوتے اور امام ترمذی نے اشارہ کیا ہوتا یا امام ترمذی اگر حدیث خصوصاً اہل کوفہ کے مستدل پر کوئی نشان لگاتے کہ فلاں راوی مجہول ہے یا لیس بذاك وغیرہ تو پھر آپ رجال کے ائمہ کے اقوال ذکر فرماتے اگر امام ترمذی کسی راوی کے تفرد کا ذکر کرتے تو آپ اس کے متابعات نکالتے کہ یہ ہیں سند میں متابعات اور یہ ہیں متن سے متابعات۔

طلبہ پر شفقت کے حوالے سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارے سالانہ امتحان کے موقع پر حضرت ہال میں تشریف لائے ایک سوال آیا تھا۔ نهى النبي ﷺ ان تكسر سكة المسلمين (کہ رسول پاکؐ نے منع فرمایا کہ مسلمانوں کا سکہ توڑا جائے)

اب اس لفظ کے حوالے سے اور اس کے معنی کے حوالہ سے طلبہ سارے کے سارے گم سم بیٹھے تھے میں نے اٹھ کے حضرت کو سوال دکھایا۔ آپ پرچہ لے کر سامنے کھڑے ہوئے کہ امتحان ہو رہا ہے جس کے لئے اولین کام سوال سمجھنا ہے اور ہاں میں موجود حضرات بھی وقتاً فوقتاً سوالات کی تفہیم کرتے رہتے ہیں۔ اس سوال کی تفہیم یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا سکہ یعنی کرنسی کو توڑنے یا ان کا دبدبہ توڑنے سے منع فرمایا ہے کہ اول الذکر رزق الٰہی کی توہین ہے اور ثانی الذکر سے دین کمزور ہوتا ہے بلکہ اول الذکر سے مسلمانوں کا نظام اقتصاد برباد ہو جاتا ہے اور اقتصادی بدنظمی پیدا ہو جاتی ہے۔ ممتحن صاحب نے حضرت سے کہا کہ حضرت آپ نے تو سوال کی نہیں جواب کی تفہیم کی۔ آپ مسکرا کے چلے گئے۔

انداز بیاں: بیان کے حوالے سے بھی آپ کا بیان اگر ایک جانب عام فہم ہوتا تھا تو دوسری جانب بہت ہی جاذب اور وقیع علمی معلومات کا ذخیرہ ہوتا اور بیان بھی ایسا مرتب جیسا کہ کوئی کسی خاص موضوع

پر کچھ لکھ رہا ہو۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے ''دعوات حق'' کے نام سے اس کو مرتب کیا ہے۔

نصر اللہ خٹک کے مقابلے میں جیت: 1977ء کے الیکشن میں آپکے مقابلے میں علاقے کے نہایت ہی مالدار شخصیت جو سرحد کے وزیراعلیٰ بھی تھے نصر اللہ خٹک مرحوم پیپلز پارٹی کی طرف سے تھا۔ اپنے اموال وحکومت، وسائل ٹرانسپورٹ اور فورسز سب کچھ کے باوجود جب ہار گئے تو بھٹو صاحب نے اس سے پوچھ لیا یہ کیا سارے وزرائے اعلیٰ اور وزراء جیت گئے اور تم ان سب کچھ کے باوجود ایک ملّا کے مقابلے میں ہار گئے ۔ان حضرات کا دینی اپروچ تو محدود ہوتا ہے ۔راویان کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں کیا کر سکتا تھا میرے مقابلے میں ملّا نہیں پشتونوں کا پیغمبر کھڑا تھا (معاذ اللہ) اور پیغمبر کا مقابلہ حکمران تو نہیں کر سکتا۔ یہ آپ کی حد درجہ مقبولیت تھی جسے خاص وعام سب مانتے تھے۔ آپ اپنے مشائخ کا اتنا احترام کرتے کہ دوران درس حضرت مدنی کا کبھی نام نہ لیتے سوائے حدیث کا سند بیان کرتے اور اجازت دیتے وقت بلکہ فرماتے

''شیخ الاسلام والمسلمین شیخ العرب والعجم امام المجاہدین حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا۔''

حضرت شیخ اور کمال کی تواضع: جامعہ اسلامیہ میں گھمبیر ضلع دیر کے ایک بزرگ عالم دین مولانا فضل الرحیم صاحب مرحوم تھے عصر کے وقت کبھی ہم چکر لگاتے وقت اس کے پاس چلے جاتے اس نے ایک ہر مرتبہ کہا کہ دارالعلوم دیوبند اور پھر فاضل دیوبند ہونا تو ایک مقام تھا۔ ہم وہاں تھے تو کہتے واپس جا کر بخاری شریف پڑھائیں گے ترمذی پڑھائیں گے وغیرہ وغیرہ جبکہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کہتے واپس جا کر اگر اللہ نے کسی کے دل میں ڈالا اور کوئی منیۃ المصلی یا نحو میر مجھ سے پڑھنے کے لئے تیار ہوا تو کوشش کریں گے۔ یہ تواضع اور اس کے ساتھ احترام اساتذہ خصوصاً حضرت مدنی کے ساتھ عقیدت کہ اس کے چپل سر پر رکھتے کہ اس طرح کچھ ہاتھ آئے یہ مولانا فضل رحیم صاحبؒ نے بتایا تھا۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کا اعتماد: حضرت مدنیؒ کو جب گرفتار کیا گیا اس وقت حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے تھے حضرت مدنیؒ نے پیغام بھجوایا کہ میری کتابیں مولانا عبدالحق صاحب پڑھائیں۔ کہتے ہیں اس پر حضرت کی ہچکی بندھ گئی کہ میرے اوپر حضرت کا یہ اعتماد۔

آپکی عقیدت تو ہم نے دیکھی تھی جب مولانا اسعد مدنی جو شیخ الحدیث صاحب کے شاگرد تھے لیکن حضرت مدنی کے صاحبزادے تھے تو حضرت اسکے استقبال کیلئے برہنہ پا کھڑے تھے اور جب مولانا اسعد مدنی صاحب تشریف لائے اور دیکھا تو کہا حضرت ہمیں کس جرم کی سزا دی جارہی ہے کہ آپ برہنہ پا کھڑے ہیں۔

ایک بار ایک جگہ پر آپ کو کسی صاحب نے نے دس روپے ہدیہ دیا اس وقت کے دس روپے آج کے پانچ صد سے بھی زیادہ ہیں اور اس شخص نے کہا تھا کہ حضرت ہدیہ ہے۔ واپس آکر وہ دس روپیہ ناظم

صاحب کو دئے کہ فلاں نام ہے فلاں گاؤں میں اس کے نام رسید روانہ کرے کہ دس روپیہ مدرسہ کے کھاتے میں وصول ہوئے۔

مدرسے کے مالیات میں حزم و احتیاط: ہمارے ایک ساتھی جو دار العلوم میں مدتوں ناظم رہے نے مجھے بتایا کہ جب آپ بیمار تھے تو ہسپتال سے مجھے پیغام بھجوایا کہ آپ یہاں آئیں اور میرا ذاتی چیک بک اور مدرسہ کا رسید بک بھی ساتھ لائیں۔اس نے کہا میں گیا تو فرمایا کہ میرے کھاتے سے ایک لاکھ روپیہ کا چیک مدرسہ کے نام لکھ کے مجھے رسید دے دیں۔وہ ایک لاکھ تو اگر زیادہ نہیں تو آج کے تو بیس لاکھ کے برابر ہونگے فرمایا شاید خیال نہ رہا ہو اور کہیں مہمانوں کیساتھ مدرسے کی چائے پی لی ہو تو اللہ کے ہاں جواب دہی ہوگی۔

تلامذہ پر شفقت: اس ناظم صاحب کے گاؤں میں وہ ایک مدرسہ شروع کر رہا تھا ۱۹۸۵ء کی بات ہے حضرت بھی آئے تھے اور مجھے بھی دعوت دی۔حضرت نے بڑی اچھی تقریر کی جو تو آپ کرتے ہی تھے لیکن عالی ظرفی یہ کہ میرے متعلق کہا کہ میں تو کمزور ہوں اب اجازت لوں گا لیکن اب ''بہت بڑے عالم اور خطیب......'' اپنا بیان کریں گے میں تو پسینہ پسینہ ہو گیا۔

حضرت شیخ کی جنازے میں شرکت: آپکی کرامت یہ تھی کہ میں بیرون ملک سفر پر تھا اور پروگرام جیسا تھا اس سے پہلے رات بس دل نے چاہا کہ میں نے واپس جانا ہے اپنے میزبانوں سے کہا میرا ٹکٹ کل کرو ادو انہوں نے بہت کچھ کہا، میں نے کہا میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔خیر واپس آ گیا اور شام کو خبر ملی کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب انتقال کر گئے فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔آپ جب ہسپتال میں تھے میں ملنے گیا آپ کمرے میں تھے نماز پڑھ رہے تھے نماز سے فارغ ہوئے میں ساتھ بیٹھ کر آپکے ہاتھ پاؤں دبانے لگا بہت دعائیں دیں۔

مولانا فضل الرحمٰن صاحب جب مفتی صاحب کے رحلت کے بعد جمعیت کے ذمہ دار بنے اور حضرت شیخ الحدیث صاحب جنرل ضیاء کے دور کے اسمبلی میں تھے جبکہ ہم تو مخالفانہ تحریک چلا رہے تھے تو ایک بار شیدو میں جلسہ تھا میں نے مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے کہا کہ کیا خیال ہے اگر آج حضرۃ الشیخ سے ملنے جایا جائے۔ہم گئے گھر پر کوئی نہ تھا ہمیں بالا خانہ پر بلایا کچھ سیب سامنے رکھ دئے یہ کھاؤ پھر چائے پلائی، مولانا صاحب نے کہا ہمارے متعلق اگر کسی نے آپ کو کوئی بات بتائی تو وہ جھوٹ ہوگا ہم تو اس قسم کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔تو فرمایا کہ آپ دونوں بھی میری طرف سے یہی حسن ظن رکھو۔پھر صبح سنت اور فرض کے درمیان اول آخر درود شریف اور گیارہ بار سورۃ القریش پڑھنے کا وظیفہ دیا کہ آپ لوگ تو ایسے میدان میں ہیں سو آپ پر نہ خوف ہو نہ جوع ہو۔اللہ تعالیٰ حضرت کو درجات عالیہ سے نوازے اور آپ کے قائم کردہ ادارے کو مزید ترقیاں دے اور اسے تا قیامت قائم رکھے آمین۔ .... قاضی فضل اللہ شمالی امریکہ

پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز *

روہنگیا مسلمانوں کا قضیہ
اصل حقائق کیا ہیں؟

برما میں مسلمانوں کی حالت زار آج کل میڈیا کا اہم موضوع ہے۔ جب مفلوک الحال برمی مسلمانوں کی کشتیاں عالمی ساحلوں پر اپنے لئے جائے پناہ ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں تو ایسے میں ہر ایک کا دل لرز جاتا ہے۔ برما کے مسلمانوں کا اصل مسئلہ کیا ہے، اس کا منظر نسلی ہے یا مذہبی، اور کیا کچھ کر کے کہ برمی مسلمان اس جبر و تشدد سے بچ سکتے ہیں؟ ان سب پہلوؤں کا احاطہ جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب (سابق وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی) نے اس مضمون میں کیا ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ مضمون نگار، برما کی حکومت کی دعوت پر 2013 میں وہاں کے مسلمانوں کی حالت زار کا جائزہ لینے کے لئے ایک خصوصی دورہ بھی کر چکے ہیں۔ جہاں انھوں نے انتہائی قریب سے اس مسئلے کا جائزہ لیا۔ جس کا نچوڑ اس مضمون میں دیا گیا ہے۔ (مدیر)

میانمار (برما) کے 12 لاکھ آبادی پر مشتمل روہنگیا مسلمانوں کا قضیہ عرصہ دراز سے بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں سامنے آتا رہتا ہے۔ کبھی اس کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور کہیں یہ عدم توجہی کا شکار بن جاتا ہے۔ بدقسمتی سے اور بہت سارے مسائل کی طرح اس مسئلے کو بھی سطحی اور جذباتی طریقے سے پیش کیا جاتا ہے اور مسئلے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ روہنگیا مسلمان میانمار (برما) میں بہت مشکل وقت گزار رہے ہیں اور میانمار کی آزادی کے بعد سے لے کر اب تک کی حکومتوں نے روہنگیا لوگوں کے مسئلے کو حل کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ اس پورے قضیے کا پیچیدہ ترین پہلو یہ ہے کہ آغاز جس مسئلے کا خالصتاً نسلی بنیادوں پر ہوا اب اس نے مذہبی شکل اختیار کر لی ہے۔ اب یہ معاملہ روہنگیا کمیونٹی کے لئے میانمار کی شہریت کے حق کے حصول سے زیادہ وہاں کی ایک مسلمان اقلیت اور اکثریتی مذہب (بدھ مت) کے پیروکاروں کے درمیان مذہبی تصادم کا رخ اختیار کر گیا ہے۔ اس پہلو کی وجہ سے عالمی تناظر میں بھی یہ قضیہ انسانی حقوق کی

---

* چیئر مین سیرت چیئر یونیورسٹی آف پشاور

فہرست سے نکل کر مذاہب کے درمیان کشمکش کی فہرست میں شامل ہوگیا ہے۔ چنانچہ اس صورتِ حال نے تنازع کے حل کی کوششوں کے پورے منظرنامے کو تبدیل کردیا ہے۔

روہنگیا مسلمان میانمار کے صوبے اراکان کے باشندے ہیں جس کی سرحد بنگلہ دیش کے ساتھ ملتی ہے۔ روہنگیا کے علاوہ یہاں راکھائن لوگ بھی رہتے ہیں جو بدھ مت کے پیروکار ہیں۔ تقریبا 20 لاکھ راکھائن اکثریتی آبادی ہے۔ بدقسمتی سے روہنگیا اور راکھائن کے درمیان ہم آہنگی کا فقدان ہے۔ دونوں نسلی گروپوں کے درمیان تنازعے نے معاملے کو حد درجہ گھمبیر بنا دیا ہے۔ دونوں قبیلے غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کا انحصار زراعت اور ماہی گیری پر ہے۔ ان کے درمیان معاشی رقابت بھی ہے جس کی وجہ سے مسئلے کی شدت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

روہنگیا مسلمانوں اور میانمار کی اکثریتی بدھ مت کے پیروکاروں کے درمیان نفرت اور غلط فہمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تحریک پاکستان کے عروج کے زمانے میں روہنگیا نے تحریک چلائی تھی کہ اراکان صوبے کو مجوزہ پاکستان کے مشرقی بازو (مشرقی پاکستان، اب بنگلہ دیش) کا حصہ بنایا جائے۔ اس تحریک نے مختلف موقعوں پر تشدد کا رنگ بھی اختیار کیا تھا۔

بدھ مت کی آبادی

بدھ مت میں ترکِ دنیا پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ چنانچہ میانمار میں ہر شہر میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے مرد اور خواتین نظر آتے ہیں جو ازدواجی بندھنوں سے الگ رہ کر اپنے آپ کو عبادت کے لئے مخصوص کر چکے ہوتے ہیں اور کشکول ہاتھ میں لے کر لوگوں کے گھروں سے خوراک کا سامان حاصل کرتے ہیں۔ بال ترشوا کر مخصوص نارنجی لباس میں ملبوس مرد عبادت گزار (بھکشو ؍ مونک) اور خواتین (تیشالین) سڑکوں پر قطار بنائے نظر آتے ہیں یہ میانمار کے شہروں کے عمومی مناظر ہیں۔ ترکِ دنیا کرنے والے ایسے افراد کی تعداد اس وقت تقریبا دس لاکھ (ایک ملین) بتائی جاتی ہے۔ بدھ مت میں اس مذہبی رجحان کی وجہ سے ان کے پیروکاروں کی آبادی میں کمی ایک لازمی امر ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے ہاں زیادہ بچے پیدا کرنے کو باعث ثواب سمجھا جاتا ہے۔ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی مذہبی رعایت کی وجہ سے ان کی آبادی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

مسلم بدھ کشمکش اور متنازعہ ہندسے

میانمار میں کچھ ہندسے بھی خاصے متنازعہ ہیں اور انہوں نے مسلم ۔ بدھ کشمکش میں حیران کن کردار ادا کیا ہے۔ مسلمان عام طور پر اپنے گھروں یا دکانوں پر 786 لکھتے ہیں۔ کچھ نامعلوم وجوہات کی

وجہ سے بدھ مت کے پیروکاروں کے ہاں یہ تاثر پیدا ہوا ہے کہ 786 میں الگ الگ ہندسوں کو جمع کر کے 21 بنتا ہے۔ بدھ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کا کوڈ لفظ ہے، جس کے اندر پیغام ہے کہ 21ویں صدی میں میانمار کو مسلمانوں کا اکثریتی ملک بنانا ہے۔ چنانچہ اب 786 کا ہندسہ میانمار میں اس کی اکثریتی آبادی کے لئے ایک ڈرانا خواب بن گیا ہے۔ بدھ مت کے پیروکاروں نے اس کے مقابلے میں 969 کا ہندسہ عام کر دیا، جو ان کے مطابق گوتم بدھ کے بتائے ہوئے اصولِ حیات کی تعداد اور ان کے ساتھ مذہبی وابستگی کا نمائندہ ہندسہ ہے۔

روہنگیا مسلمانوں کی شہریت سے محرومی

روہنگیا مسلمانوں کا اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ حکومت ان کو فرزندان وطن (Sons of the the Soil) نہیں سمجھتی۔ یہ مسئلہ اس وقت زیادہ گہرا ہو گیا ہے جب آئین میں ان کو شہریت کے حق سے محروم کر دیا گیا۔ چنانچہ حکومت ان کو این، آر، سی (National Registration Card) دینے سے انکاری ہے اور اس کی بجائے ان کو ٹی. آر. سی (Temporary Registration Card) لینے پر مجبور کر رہی ہے۔ این، آر، سی سے محرومی کا مطلب یہ ہے کہ روہنگیا کو مکمل شہری تسلیم نہیں کیا جاتا۔ علاوہ ازیں اس کے نتیجے میں یہ جائیداد اور ووٹ کے حق سے بھی محروم ہوں گے۔ حکومت ان سے کہتی ہے کہ وہ روہنگیا کے متبادل کے طور پر اپنے آپ کو چٹاگانگ کے بنگالیوں کے طور پر متعارف کرائیں۔

بدھسٹ دہشت گرد سے موتک دیراتو سے ملاقات

بلاشبہ روہنگیا ان سرکاری پابندیوں کی وجہ سے اپنے وجود کے حوالے سے ایک مشکل دوراہے پر کھڑے ہیں۔ موجودہ مسلم، بدھ کشمکش سے بدھ مت کے پیروکاروں میں ان کے انتہا پسند مذہبی قائد موتک دیراتو کے حامیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دیراتو کو بین الاقوامی جریدہ ٹائمز نے جولائی 2013 کے شمارہ میں اپنے ایک مضمون میں برما کے دہشتگرد کے نام سے موسوم کیا تھا (The Face of Buddhist Terror by Hannah Beech) اور سرورق پر اس کی تصویر شائع کی تھی۔ دیراتو کا مرکز میانمار کے ایک بڑے شہر منڈالے میں ہے، جہاں وہ بدھ مت کے ایک دینی ادارے میں استاد ہے۔ اس وقت اس کے ادارے میں 3000 سے زیادہ طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ ان کا ادارہ دماتیریا سجاسیہا دماسیریا کے نام سے ڈگری جاری کرتا ہے جسے سرکاری طور پر مذہبی علوم میں ایم. اے کے برابر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اکتوبر 2013 میں موتک ویراتو کیساتھ ان کے مذہبی ادارے کے دفتر میں ہمارے ایک بین الاقوامی وفد کی تفصیلی ملاقات ہوئی تھی۔ اس وفد میں انسٹیٹیوٹ فار گلوبل اینگیجمنٹ (واشنگٹن) کے سربراہ ڈاکٹر کریس سائیبل کے علاوہ

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف پیس سٹڈیز (PIPS) کے ڈائریکٹر عامر رانا اور شیخ زاید اسلامک سنٹر کے پروفیسر رشید احمد بھی شامل تھے۔ فلپائن اور سنگاپور کے مدنی معاشرے کے بعض موثر سربراہان بھی اس وفد کا حصہ تھے۔

مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز مواد

موتک دیراتو کے دفتر کے آس پاس دیواروں پر متعدد پوسٹر چسپاں تھے، جن پر مسلمانوں کے خلاف مقامی زبان میں اشتعال انگیز مواد تحریر تھا۔ ادارے کے ہزاروں نوجوان طالب علم بال ترشوائے نارنجی لباس میں ملبوس مصروف تعلیم تھے۔ ہمیں میانمار کے لوگوں پر بڑا افسوس ہوا کہ اگر نفرت اور باہمی کشمکش کے اس منظر نامے میں ان نوجوانوں کی اس طرح ذہنی تشکیل جاری رہی تو معلوم نہیں اس خوب صورت نسل کا کیا مستقبل بنے گا؟ مونگ ویراتو نے شکایت کی کہ مسلمانوں کے ایک عالم شعیب دین نے 1938 میں ایک کتاب میں لکھا کہ 21 ویں صدی میں میانمار میں مسلمان غالب ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان آبادی بڑھا رہے ہیں اور ہمیں خطرہ ہے کہ وہ میانمار پر قابض ہو جائیں گے۔ اراکان کے تین شہر بوتی ٹانگ، میڈا، اور پیتیڈ رنگ میں روہنگیا 98 فی صد ہیں اور ہمیں خطرہ ہے کہ وہ ان شہروں پر قبضہ کر کے اپنی اسلامی ریاست قائم کریں گے۔

مسلمان وفد کی وضاحت

ہمارے وفد نے انہیں بتایا کہ کسی کی خواہش کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کا عملی طور پر وقوع بھی یقینی ہو۔ میانمار بدھ اکثریت کا ملک ہے اور آپ کو اعتماد ہونا چاہئے کہ مفروضوں کی بنیاد پر ردِعمل کے نتائج معکوس اور نقصان دہ ہوتے ہیں۔ ہم نے انہیں بتایا کہ مسلمان مذہبی معاملات میں ہجری تقویم استعمال کرتے ہیں، اس لئے یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے 21 ویں عیسوی صدی کے حوالے سے میانمار کے قبضے کی کوئی خفیہ منصوبہ بندی کی ہو۔ عملی حقائق بھی اس کے برعکس ہیں کیوں کہ اب تک مسلمانوں کی آبادی میں کوئی بڑا اضافہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ 786 کا ہندسہ ابتدائی ادوار میں مسلمانوں نے اس لئے استعمال کرنا شروع کیا تھا تاکہ کھانے پینے کے اشیا کے حلال و حرام کی نشان دہی ہو۔ مونگ ویراتو کے ساتھ تفصیلی گفتگو سے اندازہ ہوا کہ مسلسل اور بامقصد مکالمے کے ذریعے ان کے ردعمل کو کم کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس کیلئے مذہبی اور معاشرتی معاملات پر گہری نظر رکھنے والے افراد کی ضرورت ہے۔

اکتوبر 2013 میں دورہ میانمار کے دوران ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صالح کے نام سے ایک روہنگیا مسلمان بنگلہ دیش سے اسلامی امارت اراکان کے خود ساختہ سربراہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ علاوہ ازیں بدھ مت کے ایک فاضل عالم جو آکسفورڈ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر چکے تھے نے یہ بھی بتایا

کہ طالبان کے دور میں بامیان میں گوتم بدھ کے مجسمے کے ساتھ جو اہانت آمیز سلوک کیا گیا تھا، اس کی وجہ سے بدھ مت کے پیروکاروں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کے جذبات میں اضافہ ہوا ہے۔ میانمار کی صورت حال میں اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ ان متعدد عوامل نے میانمار میں اسلاموفوبیا (اسلام اور مسلمانوں سے خوف) کی کیفیت پیدا کی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ تنازعہ مزید سنجیدگی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حل کی کوئی صورت فی الحال سامنے نہیں آرہی۔

خدشات وامکانات

میانمار کے روہنگیا مسلمانوں کی مشکلات کا مستقبل قریب میں کوئی آسان حل نظر نہیں آرہا۔ بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ان کے ہاں تعلیم کی سخت کمی ہے اور وسیع النظر اور مستقبل بین قیادت کا فقدان ہے۔ چنانچہ جذباتی تقریروں اور نعروں کے ذریعے ان کو اشتعال دلایا جاتا ہے اور نتیجتاً راکھائن مخالفین اور ریاستی جبر کے اشتراک سے ان کے مصائب میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ روہنگیا بین الاقوامی طور پر مسلمہ لابنگ کے اصولوں سے استفادہ کریں اور اپنے ہمدردوں کی تعداد میں اضافہ کریں۔ اس وقت تو صورتِ حال یہ ہے کہ میانمار کے اندر خود غیر روہنگیا مسلمان بھی ان کے حق میں آواز بلند نہیں کرتے۔ منڈالے میں مسلمانوں کا ایک گروپ پنتھے (Panthay) کے نام سے موجود ہے۔ انکی آبادی 30 ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ان میں تعلیم بھی ہے اور یہ تجارت بھی کرتے ہیں۔ یہ چینی نسل کے مسلمان ہیں۔ ان کے پاس میانمار کی مکمل شہریت موجود ہے۔ ان کی مسجد کے ساتھ کانفرنس ہال بھی ہے۔ ان کے نمائندوں کے ساتھ ہمارا تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ روہنگیا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ شہریت کے حصول کے لئے اپنی جدوجہد کے طریقہ کار کو تبدیل کریں۔

آنگ سانگ سوچی کا کردار

میانمار میں موجودہ حکمرانوں کے متبادل کے طور پر عوام آنگ سانگ سوچی کی طرف دیکھ رہے ہیں اور وہ خاصی مقبول ہیں۔ لیکن وہ بھی روہنگیا کی حمایت میں ایک لفظ کہنے کے لئے تیار نہیں۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرکے وہ اپنی عوامی حمایت میں کمی کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔ تبت کے بدھ رہنما (دلائی لامہ) نے حال ہی میں ان سے ملاقات کی ہے اور ان پر زور دیا ہے کہ وہ روہنگیا لوگوں کی مشکلات کم کرنے میں تعاون کریں۔

میانمار میں مونک ویراتو کے حامیوں اور پیروکاروں کی تعداد میں اضافے سے انکار ممکن نہیں، لیکن اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ میانمار کے عام لوگ بے حد نرم خو، پرامن اور تحمل مزاجی کی

صفات سے مالا مال ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ایسے بدھ مونک موجود ہیں جو ویراتو سے اتفاق نہیں کرتے اور میانمار کو ایک پرامن کثیر النسلی اور کثیر المذہبی ملک کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی قیادت ڈاکٹر آشین سیتا گوسیا گو کے ہاتھوں میں ہے۔ڈاکٹر آشین کے پیروکاروں کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے اور ان کے تعلیمی ادارے ملک کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ روہنگیا کو چاہیے کہ وہ ڈاکٹر آشین سیتا گوسیا گو کے ساتھ بہتر تعلقات کار قائم کریں اور ان کی حمایت حاصل کرنے کیلئے ان کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہوں۔

میانمار کے صدر مقام رنگون میں ایک غیر روہنگیا مسلمان یو یے یی لوین (U A Ye Iwin) مسلمانوں اور بدھ مت کے پیروکاروں کے درمیان بہتر تعلقات کار کے لئے بہت مفید کام کر رہے ہیں۔ وہ بین المذاہب مکالمے کے پلیٹ فارم سے خاصے فعال ہیں۔ ان کی کوششوں کی حمایت کی جانی چاہئے۔ رنگون کے بدھ حلقوں اور پالیسی سازوں میں ان کو بہت احترام حاصل ہے۔

میانمار کا پریشر گروپ

میانمار میں 88 Generation Group ایک بہت مضبوط گروپ ہے۔ یہ ان سیاسی کارکنوں پر مشتمل ہے جنہوں نے 1988 میں فوجی حکمرانوں کے خلاف تحریک چلائی اور بے انتہا مظالم کا نشانہ بنے۔ اس گروپ کے قائدین کی جوانیاں میانمار میں قانون کی حکمرانی کی بحالی کی تحریک میں صرف ہوئیں اور وہ اب بھی ایک خوشحال معاشرے کی تشکیل کو یقینی بنانے کیلئے کوشاں ہیں۔ روہنگیا لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس گروپ کا حصہ بنیں اور انکی جدوجہد میں تعاون کر کے اپنے لئے مقام (space) پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

میانمار میں اکثریتی گروپ (برمن) کے رویے سے غیر مطمئن گروپوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ ان میں مونگ، کوکن، شان، چن، کائن اور کیچن خاص طور پر نمایاں ہیں۔ ان کو شکایت ہے کہ برمن اکثریتی گروپ دوسرے گروپوں کی ثقافت، تاریخ اور سیاسی جدوجہد کو نظر انداز کر رہا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں صرف برمن ہیروز کا ذکر کیا جاتا ہے جب کہ دوسرے نسلی گروہوں کو نمائندگی نہیں دی جاتی۔ ان گروپوں میں مسلمان اور مسیحی شامل ہیں۔ روہنگیا کو چاہیے کہ وہ ان گروپوں کے ساتھ قریبی تعلقات کار قائم کریں اور اپنے لئے سیاسی و معاشرتی ہمدردی کا دائرہ وسیع کرنے کی کوشش کریں۔

میانمار اور فوج کی بالادستی

میانمار کے سیاسی نظام میں فوج کو فیصلہ کن بالادستی حاصل ہے۔فوج فی الحال اندرونی اور بیرونی دباؤ کے بارے میں بڑی حد تک غیر حساس ہے اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتی۔ (بقیہ صفحہ ۵۹ پر)

خصوصی تحریر برائے الحق　　　　مولانا محمد رفیق شنواری*

دینی مدارس میں ''ہم نصابی سرگرمیوں'' کی تشکیل اور اس کے مواقع

اسلامی نظام تعلیم کے بالعموم اور دینی مدارس کی تعلیمی نظام تشکیل دینے کے لیے اساسیات، اصول واقواعد اور حدود بعینہ وہی ہونی چاہیے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کی تھی اور یقیناً فلاح ونجاح اسی میں ہے۔کوئی بھی نظام تعلیم اگر اس معیار پر پورا اترے تو اسکے موثر اور مفید ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہنا چاہیے کیونکہ وہ معیار اور اصول ربانی تھے اور رب بھی وہ جو ماضی کو بھولا نہیں، حال سے بے خبر نہیں، مستقبل سارا کا سارا اس کے سامنے واہ ہے، انسان کی تمام ضرورتوں اور تقاضوں کے خالق ہے انسانوں کو انہیں پورا کرنے کی توفیق بخشنے میں ستر ماں سے زیادہ ہمدرد اور پیار والے ہیں۔وہ تعلیم وتربیت کیلئے جن اصول وقواعد اور معیار کا تعین کریں گے اس کی افادیت اور تاثیر پر کیا پھر بھی گفتگو اور مباحثوں کی ضرورت باقی رہے گی؟ مسلمانوں کو عصری اور مذہبی سبھی امور کی تعلیم کیلئے اس معیار کو اپنانا چاہیے۔اگر ضرورت ہے تو وہ صرف اس کو سمجھنے کی ہے اور اس کا تجزیہ کرکے جامع قواعد مرتب کرنے کی ہے۔

تاریخ اور سیرت پر نظر رکھنے والے اہلِ علم جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کا ایک حصہ ہم نصابی سرگرمیوں پر بھی مشتمل ہے۔عہد نبوت میں نیزہ بازی، دوڑ میں مسابقت، شعرگوئی اور ہنسی مزاح ثابت ہیں جن کی تفصیلات حدیث اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔لہٰذا مدارس میں جو بعض ہم نصابی سرگرمیاں تشکیل دی جاتی ہیں وہ نبوی نظامِ سے ہم آہنگ ہی ہے۔ان سرگرمیوں کی تشکیل میں کن قواعد کا خیال رکھنا ضروری ہے اس پر راقم شائع ہونے والی کتاب تدریب المعلمین میں کچھ گزارشات عرض کر چکا ہے۔البتہ یہاں چند ہم نصابی سرگرمیوں کی تشکیل کے کچھ مواقع کا ذکر کیا جاتا ہے، جن میں استاد کی شمولیت بھی مفید بلکہ ضروری ہے۔

---

* ایل ایل ایم سکالر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

استاد طالب علم بن کر رہے

استاد کو کمرِ جماعت سے باہر ہر وقت واعظ اور مدرس بن کر نہیں رہنا چاہیے بلکہ اپنی شخصیت ، اخلاقی اصول اور اقدار کا لحاظ رکھتے ہوئے شاگردوں کے ساتھ شاگرد ہی بن کر رہنا چاہیے؛ کیونکہ اگر استاد تعلّی کا مظاہرہ کرتے ہوئے استاد ہی بن کر رہیں تو اس سے طلبہ کے درمیان مرعوبیت کی فضا قائم ہوگی اور کھل کر طلبہ کو اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے کا موقع میسر نہ ہوگا جس کی وجہ سے ان کی شخصیت میں بہتری اور نکھار پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس کے برخلاف اگر استاد شاگردوں کے ساتھ گل مل کر رہیں بالخصوص ہم نصابی سرگرمیوں کے سرانجام دیتے ہوئے تو مرعوبیت کی فضا قائم نہ ہوگی اور ہر طالب علم کھل کر خود اعتمادی کیساتھ اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرے گا جن میں مزید بہتری لانے اور نکھار پیدا کرنے کا استاد کو موقع ہوگا۔ تو ہم نصابی سرگرمیوں میں جہاں استاد کا ہونا ضروری ہے۔ وہاں استاد کا بحیثیت استاد نہیں بلکہ شاگرد بن کر ہی وجود ضروری ہے تب یہ ہم نصابی سرگرمیاں افادیت کی حامل ہوں گی۔

بزم ادب

مدارس کی تاریخ پر اگر ایک نظر دوڑائی جائے تو شروع ہی سے بزم ادب کے تصور کے بارے میں معلومات ملیں گی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان اکابرین ہی کے دور میں بھی ہم نصابی سرگرمیوں کی اس پہلو یعنی بزمِ ادب کی ضرورت اور افادیت مسلم تھی۔ چنانچہ اس واضح حقیقت کے پیش نظر کراچی کے علاوہ دیگر مدارس کو بھی اس پہلو پر غور کرنے چاہیے کراچی کے مدارس میں بالعموم بزم ادب کا انعقاد ہوتا رہتا ہے خیبر پختون خواہ کے بیشتر مدارس میں اس کا فقدان ہے۔ بزمِ ادب میں مختلف امور میں مختلف سطحوں کی مقابلوں کا انعقاد ہوتا ہے مثلاً: تقریری اور تحریری مقابلے وغیرہ۔

تقریری مقابلہ

تقریری مقابلوں کا انعقاد مختلف سطحوں پر ہونا چاہیے سب سے ادنی سطح تو یہ ہے کہ چونکہ مدارس کے طلبہ کی اکثریت کا قیام مدارس ہی میں ہوتا ہے تو ہوسٹلز یا دار الاقامہ کے نگران کے زیرِ نگرانی ایک ہفتہ وار غیر رسمی تقریری مقابلہ منعقد ہوا جائے جس کے لیے کئی اور آسان موضوعات نگران استاد متعین کریں اور اگلے ہفتے منعقد ہونے والے بزمِ ادب میں ہر خواہش مند طالب علم کو بولنے اور تقریر کرنے کا موقع دیا جائے۔ محفل کی اخیر میں استاد اس مقابلے کی اہمیت اور اس میں شرکت کی افادیت کے بارے میں طلبہ کو بتلائیں انہیں ہچکچاہٹ ختم کرانے اور اپنی صلاحیتوں کو پنپنے کی ترغیب دیں۔ نیز تقریر کے اصولوں کی طرف رہنمائی کریں۔

اس کے بعد دوسری سطح رسمی طور پر ہر کلاس میں تقریری مقابلوں کا انعقاد ہے۔ اس سطح کی مقابلہ

جات کا انعقاد سال کی اختتام سے کچھ عرصہ قبل ہونا چاہیے۔اس کے لئے استاد نسبتا قابل مطالعہ موضوعات متعین کریں اور استفادے اور تیاری کے لئے نسبتا دقیق اور اعلی معیار کی کتابوں اور مآخذ کی نشاندہی بھی کریں۔ان مقابلوں میں ایک یا دو استاد بھی بطور جج شرکت کریں اور مستحق طلبہ میں حوصلہ افزائی کیلئے انعامات بھی تقسیم کریں۔

اس کے بعد ایک پورے مدرسے کی سطح پر تقریری مقابلوں کے انعقاد کا مرحلہ آتا ہے۔یہ مرحلہ رسمی ہونا چاہیے اور پورے مدرسے کی سطح پر اس کو حوصلہ افزائی اور طلبہ کی تشجیع و ترغیب کے لئے اتنی اہمیت دی جائے کہ تین اساتذہ پر مشتمل ایک ٹیم کے زیرنگرانی اس کی تشکیل ہو۔اس کے لئے بھی موضوعات پہلے کے بہ نسبت ادق ہونی چاہئیں۔انعام کا مستحق ٹھہرانے کے لئے معیار بھی اعلی ہونا چاہیے اور اس کی اختتامی مرحلے میں شریک طلبہ کی حوصلہ افزائی اور غیر شریک طلبہ کی ہمت افزائی کے لئے مہتمم خود شرکت کریں اور طلبہ میں انعامات تقسیم کریں۔

اس کے بعد آخر میں بین المدارس تقریری مقابلوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ان مقابلوں کا انعقاد ضلعی، صوبائی یا ملکی، جتنا بھی ممکن ہو، سطح پر سال کے اخیر میں ہوں۔اس سلسلے میں ہر مدرسے کے اساتذہ اپنے طلبہ کو تربیت دیں۔تقریر کی خوبیوں اور اصولوں سے انہیں روشناس کرائیں اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کیلئے ان مقابلوں کو اتنی اہمیت دی جائے کہ وفاق کے نمایندہ شخصیات ان میں شرکت کریں اور مستحق ٹھرائے جانے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کریں ان مقابلوں کے انعقاد سے پہلے ان کی تشہیر، کامیاب طلبہ کی اخبارات یا وفاق ہی کے نمائندہ مجلّات میں خبریں شائع کرادی جائے۔

تحریری مقابلے

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عوام کی رہبری کے لئے مثبت، معیاری اور با معنی لٹریچر اور متنازعہ مسائل کے متعلق تحقیقی و تعمیری مواد کی فراہمی بھی مدارس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔لہذا اس سلسلے میں زیر تعلیم طلبہ کی تحریر و انشا کے میدان میں تربیت بھی ضروری ہے۔تحریری مقابلوں کا انعقاد بھی مختلف سطحوں پر کیا جانا چاہیے لیکن اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ تحریر کے لئے زبان کا اختیار طالب علم کی اپنی صوابدید پر مبنی ہو، تاہم ان کا صرف اردو، عربی اور انگریزی میں ہی انعقاد ہونا چاہیے کہ مقامی زبانوں کے بجائے یہ عالمی سطح پر بولی اور لکھی جانے والی زبانیں ہیں۔

سب سے پہلا مرحلہ اس کا ماہانہ ہونا چاہیے کہ پورے ایک مدرسے کی سطح پر کوئی بھی طالبعلم اپنی اختیار کے مطابق کسی بھی زبان میں اور کسی بھی موضوع پر چند سو الفاظ پر مشتمل ایک مضمون لکھے۔ان

مقابلوں میں تحقیق کے بجائے محض انشا کے اصول وقواعد پر توجہ مرکوز ہو۔ تمام مقالات موصول ہونے پر کسی استاد کو جج کی ذمہ داری دی جائے اور وہ بہتر اور معیاری مقالات کا چنا کریں۔ پھر جو طلبہ مطلوبہ معیار کے مطابق مضامین نہ لکھ پائے ہوتو پیار ومحبت سے ان کی اصلاح کی جائے اور اگلی بار لکھنے کیلئے اس کا جذبہ بیدار رکھنے کی خاطر اس کی ہمیت افزائی کی جائے۔ نیز کامیاب طلبہ کے مضامین مدرسے کی خصوصی صفحات پر مہتمم کی دستخط اور مدرسے کی مہر کے ساتھ لکھوا کر مدرسے کی کسی عام نوٹس بورڈ پر اگلے مقابلے تک آویزاں رکھیں۔ تاکہ غیر شریک طلبہ ان سے استفادہ بھی کریں اور ان میں شوق وذوق پیدا ہو۔

دوسرا مرحلہ ششماہی یا سالانہ طور پر جیسے موقع ومحل کے مطابق سمجھا جائے، ہونا چاہیے۔ اس کا معیار انشا کے اصولوں کے ساتھ ساتھ تحقیق کے اصولوں پر بھی مبنی ہو۔ یہ بھی مدرسے ہی کی سطح پر ہو، اور اس کے لئے ایسے مسائل یا موضوعات کا تعین ہونا چاہیے جو نسبتاً جدید بھی ہو اور ان کے متعلق مواد بھی پایا جاتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ زیادہ دقت اور امعان پر مبنی نہ ہوں بلکہ وہ موضوعات اس حیثیت کے ہو کہ تحریری مقالہ تیار کرنے میں طالب علم کا کام صرف موجودہ مواد کی انشا و تحقیق کے جدید اصولوں کے مطابق تلخیص (summarization) کرنا ہوں۔ ان مقابلوں کے لئے مطلوبہ صفحات زیادہ تعداد میں نہیں رکھنی چاہیے اور مقالات آنے پر دو یا تین اساتذہ پر مشتمل کمیٹی ہر مقالہ نگار کو پوزیشن اور نمبر دیں۔ ان مقابلوں کو مدرسہ اپنے مجلّہ یا کسی دوسرے مجلّے میں مقالہ نگار کے نام اور حاصل کردہ نمبر یا پوزیشن کے ساتھ چھپوا دیں۔ اگر مقالوں کے موضوعات کچھ زیادہ ہی دلچسپ ہیں تو سب کو شائع کروادیں ورنہ امکانی حد تک کم مقالوں کو اشاعت سے محروم قرار دیں۔

اس کے بعد تحریر کا آخری مقابلہ وفاق کی زیر نگرانی ہونا چاہیے۔ موضوعات کا تعین بھی وفاق کی کمیٹی ہی کریں۔ تحریر کے لئے زبان صرف عربی اور انگریزی ہوں۔ متعین موضوعات نسبتاً تحقیق طلب اور زیادہ تر اپنی غور وفکر کے محتاج ہوں۔ ان میں طلبہ کا کام محض نصوص کی تلاش نہ ہو۔ بلکہ نصوص سے استدلال اور استشہاد پر مبنی اپنے ذخیر مطالعہ کے روشنی میں مقالہ نگار سے اپنی رائے کا اظہار مطلوب ہو کہ اس کے پاس مطالعہ کا ذخیرہ کتنا ہے؟ مباحثے کے دوران اظہارِ رائے کا ڈھنگ اور سلیقہ کیا ہے؟ اور پھر اپنی بات پر نصوص سے استدلال واستشہاد کرنے میں کتنا باریک بین ہے، اور اس کی فکر ونظر کی رفتار اور اس میں جامعیت کتنی ہے؟ مقالے کا معیار یہ امور ہو۔ اس میں اجازت صرف درجہ سابعہ، موقوف علیہ اور تخصص کے طلبہ کو دی جائے۔ مقابلے میں کم از کم پانچ یا چھ مقالہ نگاری کو انعام کا مستحق ٹھرایا جائیں۔ اور ان سب مقالوں کو مقالہ نگار کی پوزیشن اور حاصل کردہ نمبرات کے ساتھ وفاق کے زیر نگرانی کسی بڑے ملکی رسالے

میں شائع کروایا جائیں۔ پہلے پانچ یا چھ مقالوں کی بین الاقوامی رسالوں میں اشاعت تو اور بھی طلبہ کے لئے حوصلہ افزا ہوگی۔

خطاطی: مدرسے کی روایات میں ہم نصابی سرگرمیوں میں سے خطاطی ایک ایسی سرگرمی ہے جس کی شاید سب سے زیادہ نصابی سرگرمیوں سے قریب تعلق ہے دوسری طرف مدرسے کی تاریخ میں اس کا باب بھی نہایت روشن ہے۔ طالب علم کے لئے خوش خط ہونا ایک اچھا وصف ہے۔ بہترین خط کسی بھی دیکھنے والے کو اپنی طرف پڑھنے کو راغب کردیتا ہے۔ تاہم دور جدید میں ایک اور چیز جسے کمپیوٹر نے اہمیت دیکر خوش خطی کے بالمقابل لا کر کھڑا کر دیا ہے وہ کمپوزنگ ہے۔ درحقیقت اگر دیکھا جائے تو خطاطی یا کمپوزنگ ایک پیشہ ہے جس کا نہ ہونا کسی بڑی شخصیت کیلئے کوئی عار کی بات نہیں لیکن ایک اہم ضرورت ہونے کی بنا پر ہونا ایک عمدہ اور اچھا وصف ہے۔ لہذا اساتذہ کرام کو چاہیے کہ طلبہ کی بدخطی دور کرنے کیلئے طلبہ سے محنت کروائیں اور اسکے ساتھ ساتھ کمپیوٹر پر لکھنے کی صلاحیت کے حصول کی طرف راغب کیا جائے۔ جو ایک طرف تو اپنی ذات کے اندر ایک باعزت پیشہ بھی ہے اور اپنی ذاتی حاجتوں اور ضرورتوں کی تکمیل کا سامان بھی ہے۔

جسمانی نشو ونما اور کھیل:

طلبہ کی جسمانی نشو ونما اور کھیل کود کے مواقع فراہم کر کے نصابی سرگرمیوں سے تھکاوٹ دور کرنا بھی ہم نصابی سرگرمی کا ایک اہم حصہ ہے۔ کھیل کود کی بنیاد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات میں بھی ملتی ہے ۔ مختلف صحابہ کے نیزہ بازی، گھوڑا دوڑ، دوڑ کی مسابقت، اور کشتی وغیرہ یہ سب ہم نصابی سرگرمیاں تھیں جن کے تفصیلی تذکرے آج بھی ہمیں حدیث و سیرت کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ ان سرگرمیوں میں طلبہ کو مصروف رکھنے سے ان کی جسمانی نشو ونما اور صحت تندرست رہتی ہیں۔ جن کے باعث طبیعت میں نشاط پیدا ہوتا ہے۔ استاد کا فرض اس سلسلے میں یہ ہے کہ وہ طالب علم بن کر ان سرگرمیوں میں شرکت کیا کریں اور طلبہ کو ان کے ہدایات، شرعی حدود اور مقاصد بتائیں۔ کہ ان سرگرمیوں کے دوران تمام اسلامی اقدار اور احکام کا پاس رکھنا، شرعی حدود سے تجاوز نہ کرنا اور مطلوب مقاصد کی حصول کی نیت کرنا ضروری ہے۔ ہم نصابی سرگرمیوں سے مقصد صرف طلبہ کی شخصی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا ہے۔ جیت کے لئے بہتر حکمت عملی وضع کرنے، تنظیم الامور اور قائدانہ صلاحیت کے ساتھ ساتھ حسن عمل کی صلاحیت کا حصول ہے۔ کھیل کے دوران خود اعتماد اور حوصلہ مند رہنے کی استعداد پیدا کرنی ہے۔ شکست کی صورت میں حوصلہ شکن نہ ہونے ، انتقامی جذبات پر قابو رکھنے اور صبر و استقامت کا حصول ہوتا ہے۔ استاد اپنی شرکت سے کھیل کود کو ان مقاصد اور ضروریات کو پورا کرنے والا بنادیں۔

رفاہِ عامہ کے کاموں میں طلبہ کی شرکت

خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں شرکت دینِ اسلام کا وہ حصہ ہے جس کی بے شمار فضائل حدیث کی کتابوں میں آئی ہیں۔ رفاہِ عامہ کے کاموں میں شرکت کیلئے طلبہ کو ترغیب دینے، اسکے بہتر طریقے اور اس کی مشق اور تربیت ایک ہم نصابی سرگرمی کی صورت میں دی جاسکتی ہے۔ معاشرتی طور پر بعض اوقات ایسے ہنگامی حالات پیدا ہوتے ہیں جن میں آگے بڑھ کر کردار ادا کرنا ہر فرد کی ذمہ داری بنتی ہے۔ مدارس کے طلبہ تربیت لیتے وقت ایسے نامساعد حالات سے نمٹنے کی حکمت عملی اور راہنمائی لے سکتے ہیں۔

ایسی ہنگامی صورت حال پیدا ہو، یا معاشرتی طور پر کوئی رفاہی کام ہو یا خدمت خلق کا کوئی مہم سرانجام دینا ہو تو استاد اس سلسلے میں اصول و ہدایات فراہم کریں، حکمت عملی وضع کرنے کا طریقہ کار بتائیں۔ نیز ایسے کاموں میں شرکت کیلئے ترغیب بھی دیں اور طلبہ ہم نصابی سرگرمیوں کی حیثیت سے اپنے اوقات کے حساب سے گاہے گاہے ان کاموں میں حصہ بھی ڈالیں۔ اسی طرح اجر و ثواب کے علاوہ معاشرے میں احترام کا مقام بھی ملے گا اور کبھی بھی کسی ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کیلئے تجربات بھی حاصل ہوں گے۔

تفریحی اور تعلیمی دورے

دینی مدارس سمیت ملک کے بیشتر عصری تعلیمی اداروں میں دو روایتیں پائی جاتی ہے۔ ایک تفریحی دورے، کہ طلبہ ایک جماعت کی شکل میں کسی استاد کے زیرِ نگرانی چھٹیوں کے دنوں میں سیر و تفریح کیلئے جاتے ہیں۔ اس روایت کی زیادہ تر بنیاد مالی وسائل پر ہوتی ہے، چونکہ عام طور پر عصری تعلیمی اداروں کے پاس مالی وسائل زیادہ ہوتے ہیں اور مدارس بالعموم مالی وسائل کے کمی سے دوچار ہوتے ہیں تو تفریحی دوروں کی روایت مدارس کے بہ نسبت عصری اداروں میں زیادہ ہے۔ دوسری روایت تعلیمی یا تربیتی دوروں کی ہوتی ہے۔ یہ روایت اگرچہ عصری اداروں میں بھی پائی جاتی ہے لیکن مدارس میں اسکی کثرت ہے۔

مدرسوں میں اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ طلبہ کو جب اپنے علاقے یا اپنے علاقے سے تھوڑے فاصلے پر کسی دوسرے مدرسے میں کسی نامور عالم یا شیخ کی آمد کی اطلاع ملتی ہے تو خالص اپنی ذاتی شوق و ذوق کے بنیاد پر دو دو چار چار طلبہ مل کر وہاں جانے کا اہتمام کرتے ہیں اور اکثر و بیشتر ہر طالب علم اپنی تمام تر مصروفیات چھوڑ کر اس نامور عالم یا شیخ کی محفل سے استفادے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ سردست اگر دیکھا جائے تو یہ ایک اچھی روایت ہے مگر مزید بہتری کے خاطر اگر احتیاطی تدابیر اور ان دوروں کے اصلی مقاصد کے حصول کو یقینی بنانے کیلئے مدارس کے مہتممین، نگران حضرات اور اساتذہ ملکر ان دوروں کو ادارہ جاتی شکل دیں تو شاید اس صورت میں شدتِ احتیاط کے بنا پر مقاصد و فوائد کا حصول یقینی ہوگا۔ ادارہ جاتی تشکیل

کا طریقہ کچھ یوں ہو کہ اگر خواہش مند طلبہ کی تعداد زیادہ ہے تو دس دس طلبہ کی ایک جماعت بنائی جائے جس میں ایک نگران استاد ہو یا استاد کے بجائے کوئی سینئر طالب علم ہو اس صورت میں اگر ممکن ہو تو ادارہ تمام گروپوں کی مالی وسائل کا سارا بوجھ اٹھانے کے بجائے محض ہر گروپ کے فنڈ میں کچھ حصہ ڈالے۔اسی طرح اس دورے کا سارا بوجھ بھی ادارہ پر نہیں پڑے گا اور طلبہ کے لئے بھی اس میں کچھ سہولت رہے گی۔

دوسری روایت تفریحی دوروں کی ہے۔ جہاں تک ان دوروں کا تعلق ہے تو اگر چہ بالعموم مدارس میں مالی وسائل کی کمی کے باعث اس روایت کی قلت ہے لیکن طلبہ میں ذاتی طور پر اس کا کسی حد تک رجحان پایا جاتا ہے کہ ہم عمر طلبہ ہو اور ایک استاد کی نگرانی میں جماعت کی شکل دی جائے تو طلبہ کے ذاتی یا اساتذہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جانے کے بہ نسبت یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ استاد کی معیت میں ایک تو طلبہ سیر و تفریح بھی کریں گے اور اپنے استاد کی اعلی شخصیت کے اثرات اور خوبیاں مدرسے سے باہر خارجی ماحول میں بھی دیکھیں گے اور عام لوگوں کے ساتھ رویے اور سلوک کا طریقہ بھی سیکھیں گے۔

معلومات عامہ

تعلیمی اداروں میں بالعموم غیر نصابی امتحانات میں ایک حصہ معلوماتِ عامہ کیلئے بھی مختص کیا جاتا ہے۔معلومات عامہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔اس میں پاکستانیات، سیرت، تاریخ، سائنس و ٹیکنالوجی، دنیا کی تاریخ، صحابہ اور انبیا کی تاریخ، دنیا کی مشہور تعمیرات، ادیب و شعرا، کتابیں اور نامور مصنفین اور دیگر بہت سی چیزوں کے متعلق معلومات اسکے مفہوم میں شامل ہے۔امتحان کے ایک حصے کا اس سے مربوط ہونے کی بنا پر عصری اداروں کے طلبہ اس سے ایک حد تک واقفیت رکھتے ہیں۔لیکن مدارس میں اس کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔اگر مدارس میں بھی اس طرف تھوڑی سی توجہ دی تو طلبہ کے حق میں زیادہ مفید ہوگا۔ بالخصوص پاکستان کے متعلق اگر طلبہ کو معلومات دی جائے کہ اس کے حصول میں علما نے تاریخ ساز کردار ادا کیا تھا لیکن مدارس کے طلبہ بالعموم اس سے کم واقف ہوتے ہیں۔اسی طرح تاریخ اسلام بالخصوص خلافت عثمانیہ اور ترک قدیم و جدید کہ امت مسلمہ کی یورپ اور مغربی اقوام کے ساتھ تہذیبی اور نظریاتی جنگ کی بنیادیں وہی سے پیوستہ ہے۔اس طرح مسلم خطے کے موجودہ حالات و واقعات سے بھی آگاہی ضروری ہے۔اسکے حصول کا طریقہ کچھ اس طرح ہو کہ بزم ادب کا ایک حصہ اس کے لئے مختص ہو اور ہر بزم کی اخیر میں اگلی بزم کی تیاری کیلئے موضوع مثلاً تاریخ کا، کہ اس میں سے صرف ایک بزم کی تیاری کیلئے خلافت بنو امیہ دی جائے اور اس کے متعلق مختصر آسان اور عام فہم کتاب کی نشاندہی کی جائے۔ایک کہانی کی طرح اس تاریخ کو بیان کرنا مطلوب نہ ہو بلکہ اس دور کی خلفا مختصر الفاظ میں ان کی کارکردگی، ہر خلیفہ کے دور

کے مشہور واقعات کی نشاندہی، معروف و مشہور کتابوں کے نام اور ارتقا یا انحطاط کے اسباب وغیرہ امور کے متعلق معلومات کا حصول ہو۔

اسی طرح تاریخ اسلام کے بعد پاکستان کے متعلق کہ ان کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جائے اور ہر حصہ ایک بزم کے لئے مختص کیا جائے اور تیاری کے لئے آسان اور مختصر کتاب کی نشاندہی کی جائے۔ بزم ادب کے اس متعین حصے میں یا تو استاد ایک ایک سوال پوچھے اور طلبہ سے جواب طلب کریں، یا دوسری صورت یہ کہ طلبہ کے گروپ بنائیں اور ہر گروپ سے برابر سوالات پوچھیں جس گروپ کی غلطیاں کم ہو اس کو چھوٹے سے انعام کا مستحق ٹھہرائے۔ یہی طریقہ کار شعر و ادب سے دلچسپی پیدا کرنے کیلئے مشاعرہ کے محافل کے انعقاد کے لئے بھی اپنایا جاسکتا ہے۔

روہنگیا مسلمانوں کا قضیہ: اصل حقائق کیا ہیں؟

(بقیہ صفحہ ۵۱ سے)

تاہم چین واحد ملک ہے، جو میانمار کی پالیسیوں پر صحیح معنوں میں اثر انداز ہوسکتا ہے۔ سفارتی کوششوں میں اس پہلو کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ چین کی کاشغر۔ گوادر راہداری کے بارے میں تو ہم سب جانتے ہیں، لیکن چین کی ایک اور راہداری چین، برما، بنگلہ دیش اور بھارت کے درمیان بھی ہے۔ یہ راہداریاں مکمل ہوں تو یہ پورا خطہ ایک تجارتی زنجیر میں بندھ جائے گا۔ ان بڑے منصوبوں کی تکمیل کیلئے علاقائی امن کی شدید ضرورت ہے۔ چین کی خاموش سفارت کاری میں اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ روہنگیا کی قیادت کو اس صورتِ حال کا بہتر ادراک کرنا ہوگا۔ روہنگیا کی مکمل شہریت کا حق ہمیشہ کیلئے مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ وہ سینکڑوں سال سے میانمار میں آباد ہیں اور عالمی قوانین کے تحت ان کو شہریت کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم اس مقصد کے حصول کے لئے ان کو موثر اور صحیح لائحہ عمل ترتیب دینا ہوگا۔ اشتعال کے نتیجے میں تشدد اور ردعمل کے ذریعے ان کے جائز مطالبے کو فائدہ کی بجائے نقصان ہوگا۔ حال ہی میں ہزاروں روہنگیا انسانی سمگلروں کے مکروہ کاروبار کا نشانہ بنے، جن میں کچھ مجبور اور بے کس بنگالی بھی شامل تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں روہنگیا اور بنگالی سمندر کی بے رحم موجوں کی نذر ہوگئے۔ روہنگیا کو اس بات کا ادراک کرنا چاہیے کہ کوئی بھی ملک اب غیر قانونی مہاجرین کو پناہ دینے کیلئے تیار نہیں۔ سوشل میڈیا پر کچھ تصاویر غیر حقیقی بھی شائع ہوئی، مگر اب مسلسل مغربی میڈیا کے نمائندوں کی جو رپورٹیں آرہی ہیں وہ انتہائی خوفناک دردناک ہیں۔ روہنگیا کو ان کا حق مل کر رہے گا، لیکن اس کے لئے صحیح راستے کا انتخاب ضروری ہے کیوں کہ غلط راستے پر چل کر سینکڑوں سال کے سفر سے بھی منزل حاصل نہیں کی جاسکتی۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کا امریکی صدر کی دھمکیوں کے خلاف مظاہرہ

۲۳/اگست کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی کال پر امریکی صدر کے پاکستان اور افغانستان دشمن پالیسی کے ردعمل پر ملک بھر میں مظاہرے کیے گئے ،اسی طرح کا ایک مظاہرہ دارالعلوم حقانیہ اور اکوڑہ خٹک کی عوام نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی صدارت میں کیا۔ جس میں راقم ،دارالعلوم کے اساتذہ سمیت ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔

جمعیت کی آل پارٹیز کانفرنس

بروز پیر 28 اگست 2017 کو ایمبیسی لاج ہوٹل بالمقابل راول چوک کلب روڈ اسلام آباد میں جمعیت علماء اسلام (س) کے زیراہتمام تحفظ آئین پاکستان آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد ہوا جس کی صدارت حضرت مہتمم صاحب نے فرمائی، کانفرنس کا موضوع آئین پاکستان کے اسلامی دفعات کا تحفظ تھا جسکی تفصیل شامل اشاعت ہے۔

عیدالاضحیٰ اجتماع

۲۔ستمبر کو حضرت مہتمم صاحب نے اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ میں فلسفہ قربانی پر تفصیلی خطاب فرمایا

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۱۹۔اگست کو حضرت مہتمم صاحب کی زیرصدارت جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوری کا اجلاس جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں منعقد ہوا ، جمعیت کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں جمعیت علماء اسلام کے تنظیمی امور کے سلسلہ میں آئندہ پانچ سال کیلئے متفقہ طور پر مولانا عبدالروف فاروقی کو مرکزی سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا، علاوہ ازیں صوبہ سندھ کیلئے مولانا اسفندیار خان کراچی ، بلوچستان کیلئے مولانا نجم الدین درویش، خیبر پختونخوا کیلئے مولانا سید محمد یوسف شاہ، جنوبی پنجاب کیلئے مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی، شمالی پنجاب کیلئے مولانا مفتی احمد علی ثانی لاہور، فاٹا آزاد قبائل کیلئے مولانا عبدالحئی اور اسلام آباد کیلئے مولانا محمد رمضان علوی کو امیر منتخب کیا گیا۔

فاٹا اصلاحات کانفرنس میں شرکت

۱۵ستمبر کو فاٹا اصلاحات کانفرنس عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے طلب کردہ قبائلی اصلاحات کے بارہ میں آل پارٹیز کانفرنس تھی ، جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا سمیع الحق کے نام کانفرنس میں شرکت کی دعوت پر مولانا بوجوہ خود شریک نہ ہو سکے مگر راقم (جمعیۃ کے مرکزی نائب امیر مولانا حامد الحق حقانی) نے قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کی نمائندگی کی۔

مولانا عبدالرؤف فاروقی اور مولانا فہیم الحسن تھانوی صاحبان کی دارالعلوم آمد

۱۷ستمبر کو مولانا عبدالرؤف فاروقی اور مولانا فہیم الحسن تھانوی صاحبان دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات ومشاورت کی اور جمعیۃ کے مرکزی مجلس عاملہ کو آخری شکل دی گئی

تحفظ دینی مدارس وملک بچاؤ کانفرنس میں شرکت

۲۱ستمبر کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بنوں میں ایڈیٹوریم ہال فضل قادری شہید پارک میں جمعیت علماء اسلام کے زیراہتمام تحفظ مدارس واستحکام پاکستان سے خطاب وصدارت فرمائی جس میں جنوبی اضلاع بنوں ،کرک ،کوہاٹ اورشمالی وزیرستان کے علماء ،قبائلی مشران کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔جس کی تفصیل شریک اشاعت ہے۔

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات اور اسباق دوبارہ شروع : ۱۵ستمبر بروز جمعہ کو دارالعلوم حقانیہ کی عیدالاضحیٰ کی تعطیلات ختم ہوئیں اور بروز ہفتہ ۱۶ستمبر کو اسباق کا دوبارہ آغاز ہوا

جناب محمد عثمان بدرشی کی وفات: ۲۳ستمبر: دارالعلوم حقانیہ کے تاسیسی رکن جناب الحاج شیر افضل خان صاحب چیف آف بدرشی جو زندگی بھر دارالعلوم کی خدمت میں مگن رہے،اس وقت کے تعمیری کمیٹی کے صدر تھے، شیخ الحدیث قدس سرہ کے جانثار تھے،ان کے بڑے فرزند جناب محمد عثمان خان صاحب اچانک مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے، مرحوم اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دارالعلوم سے وابستہ رہے،مجلس شوریٰ کے اہم رکن تھے،ان کی وفات پوری جماعت اور حلقہ دارالعلوم کیلئے المیہ ہے۔۲۴ستمبر صبح نو بجے نماز جنازہ ادا کی گئی، جنازہ حضرت مہتمم صاحب نے پڑھایا۔(تعزیتی شذرہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ کیجئے) ☆ ۲۶۔اگست کو دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء کے معاون مفتی اسامہ کے والد معین خان صاحب حرکت قلب بند ہوجانے کیوجہ سے انتقال فرما گئے،اسی طرح الحق کے محبّ خاص وقاری جناب اشرف علی ڈپٹی کمشنر ٹیکس کے والد جناب ماسٹر عبدالقیوم خان ۸۷

سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اللہ ان دونوں مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے قارئین سے ان تمام حضرات کے رفع درجات کی اپیل ہے

حضرت مہتمم صاحب کا دورہ بنوں و کرک

۲۱ ستمبر (بنوں) جمعیت علما اسلام کے سربراہ اور دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ شمالی وزیرستان اور بعض دیگر شورش زدہ علاقوں میں سکولوں اور کالجوں کی بحالی کے باوجود دینی مدارس اور درسگاہوں کی بحالی کو معطل رکھنا حکمرانوں کی دین کے ساتھ امتیازی سلوک کا کھلا ثبوت ہے اور وہ بیرونی دشمنوں کے دباؤ پر غیرت وحمیت اور اپنے دینی روایات سے دستبردار ہوسکتے ہیں، مولانا سمیع الحق یہاں بنوں کے اڈیٹوریم ہال فضل قادری شہید پارک میں جمعیت علماء اسلام س کے زیراہتمام تحفظ مدارس و استحکام پاکستان سے خطاب کررہے تھے، جس میں جنوبی اضلاع بنوں کرک کوہاٹ اور شمالی وزیرستان کے علماء، قبائلی مشران کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس سے قبل بنوں جاتے ہوئے راستہ میں چندہ خورم کے مقام پر مدرسہ دارالارقم کے علماء طلبا نے مولانا مقصود گل کی قیادت میں شاندار استقبال کیا۔ مختصر خطاب کے بعد قائد جمعیت کرک روانہ ہوگئے، کرکٹ ٹول پلازہ پر کثیر تعداد میں علماء اور کارکنوں نے استقبال کیا اور گاڑیوں کے جلوس میں کرک بازار لے جایا گیا جہاں جمعیت کے دیرینہ مخلص اور بزرگ رہنما مولانا عبدالوہاب کی وفات پر ان کے صاحبزادگان سے تعزیت کی، اور ضلعی امیر مولانا سبز علی خان کی طرف سے ایک پرتکلف ظہرانے میں شرکت کی۔ کرک سے براستہ سورڈاگ بنوں جاتے ہوئے سورڈاگ میں مولانا نور آزاد حقانی اور مولانا صفی اللہ حقانی کی قیادت میں یہاں کے عوام اور جمعیت کے کارکنوں نے سینکڑوں موٹرسائیکلوں اور گاڑیوں کے جلوس میں قائد محترم کو سورڈاگ لے جایا گیا جہاں مولانا نور آزاد حقانی کے دادا کی وفات پر ان سے تعزیت کی، اسی طرح بنوں کے علماء اور کارکنوں نے سپین تنگی تھانہ قائد جمعیت کا والہانہ استقبال کیا اور ان پر گلپاشی کی گئی اور جلسہ گاہ جلوس کی شکل میں پہنچایا گیا۔ اڈیٹوریم ہال پہلے سے لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، بنوں کے تمام بڑے شیوخ اور سرکردہ علماء اسٹیج پر موجود تھے۔ کانفرنس سے قائد جمعیت کے علاوہ جمعیت کے صوبائی سرپرست مولانا عبدالقیوم حقانی، مرکزی نائب امیر مولانا حامد الحق حقانی، صوبائی امیر مولانا سید یوسف شاہ، اور فاٹا کے امیر مولانا عبدالحئی حقانی، مفتی اسلام نور حقانی، مولانا نسیم علی شاہ، مفتی عبدالغنی، مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا سبز علی، مولانا سیف الدین، مولانا سید عبدالستار شاہ بخاری، و دیگر نے خطاب کیا۔ اس موقع پر شمالی وزیرستان کے علماء اور مالکان کی جانب سے اپنے علاقہ کے روایتی پگڑی پہنائی گئی، جلسہ کے بعد مولانا سمیع الحق نے جمعیت کے بزرگ شخصیت علاقہ کے معروف روحانی پیشوا مولانا شیخ نور احمد شاہ کے گاؤں شاہ دیو خار جاکران کی عیادت کی اور ان کی صحت یابی کیلئے دعا کی گئی۔ اسی طرح جمعیت کے ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا شفقت اللہ حقانی کے گھر جاکر ان کے والد کی وفات پر ان سے تعزیت کی۔

مولانا محمد اسلام حقانی
رکن موتمر المصنفین

تعارف وتبصرہ کتب

● **امام حسن بصری احوال وآثار** تصنیف: حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ

ترجمہ: مولانا محمد جان اخونزادہ ضخامت: 336 صفحات ناشر: مجلس تحقیقات اسلامی 9898998 0315

امام حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا نام علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، آپ جلیل القدر تابعی، رمز شناس مفسر، بلند پایہ محدث، دقیقہ رس فقیہ اور عظیم الشان صوفی وزاہد تھے، فصاحت و بلاغت میں ان کا شمار چوٹی کے چند علما میں ہوتا تھا، اللہ نے آپ کو اس شرف سے نوازا کہ آپ نے ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا ہے...... ایں سعادت بزور بازو نیست

آپؒ بیک وقت تفسیر حدیث فقہ اور تصوف تمام علوم پر دسترس کامل رکھتے تھے تاہم امام کی فقہی، تفسیری اور حدیثی جواہر بکھرے پڑے تھے جبکہ اہل علم وتحقیق نے ان بکھرے جواہر کو اکٹھا کرنا شروع کیا ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی نے انکی فقہی اقوال جمع کر کے ''موسوعہ حسن بصری'' کے نام سے شائع کیا جبکہ ان کی تفسیر ہلاکو خان اور چنگیز خان کے فتنے میں ضائع ہوگئی تھی، انکی تفسیر اقوال کو دوبارہ جمع کرنے اور تدوین کی سعادت استاد مکرم شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ مدنی، دکتور کمال حالاً مؤذن مدینہ طیبہ کے حصے میں آئی انہوں نے نہایت محنت، کوشش اور جہد مسلسل کے بعد اسے ''تفسیر حسن بصری'' کے نام سے شائع کیا اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منور کی طرف سے اسے امتیازی درجہ پر پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی تفویض کی گئی

ڈاکٹر صاحب نے اسکے مقدمے اپنے قلم سے ایک جامع اور جاندار مقدمہ بھی تحریر فرمایا جو عربی کے اعلیٰ اسلوب کا حامل مقدمہ تھا اور اس میں امام حسن بصری کے تمام احوال اور آثار پر تسلی بخش مباحث موجود ہیں، ادبیت اور علمیت کا حامل یہ مقدمہ اس قابل تھا کہ اسے اردو زبان میں منتقل کیا جائے تاکہ اردو دان طبقہ اس اعلیٰ علمی کاوش اور خواجہ حسن بصری کے علمی خدمات سے آگاہ ہوسکے اس خدمت کیلئے استاد محترم محمد ابراہیم فانی صاحبؒ کی توجہ اور تحریص پر رفیق مکرم مولانا اسرار ابن مدنی نے اردو ترجمے کا آغاز کیا مگر تعطل کے بعد اور اسکی ایما اور اصرار پر ان کے بھائی اور ہمارے لائق دوست مولانا محمد جان اخونزدہ نے اس کام آغاز کیا اور اب ان کی یہ محنتیں ثمر بار ثابت ہوکر اس وقیع مجموعہ کو اہل علم کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی محترم مترجم نے ترجمے کے جملہ پہلوؤں کا خیال رکھتے ہوئے نہایت بلند پایہ، سلیس

ترجمہ کیا۔قاری یہ محسوس نہیں کرتا کہ یہ کہیں سے ترجمہ ہوا ہے بلکہ خود مستقل تصنیف کا روپ دھارا ہے اور ترجمے کی خوبی بھی یہی ہے کہ قاری پڑھنے میں کوئی دقت اور خلجان محسوس نہ کرے، بہر حال چھ ابواب اور ۲۳ فصول پر مشتمل یہ مجموعہ لائق صد تحسین ولائق داد ہے،مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مرحوم نے بستر علالت پر اسکی نظر ثانی بھی فرمائی ،مولانا سمیع الحق مدظلہ اور مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ کی تقریظات وتاثرات سے مزین ہیں، حسن طباعت وترتیب مولانا اسرار مدنی کے ذوق جمیل کی آئینہ دار ہے۔اللہ اسے مصنف کے حق میں رفع درجات کا ذریعہ بنادے اور مترجم ومعاون کومزید علمی خدمات کی توفیق نصیب فرمائے۔

● **اللہ کی پناہ میں آئیں** تالیف: فضیلۃ الشیخ ابوزہیر شہید بن زاہد حسین بن فضل عیان سلارزئی

ترجمہ وتعلیق: مولانا حنیف الرحمٰن ضخامت:۴۳۲ ناشر: مکتبہ الیسریٰ کراچی 03461987101

مولانا ابوعمیر زاہد حسین سلازرئی کی تصنیف لطیف ہے۔جو استعارہ کی چالیس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔اس دور پرفتن اور زمانہ پرآشوب میں تعوذات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ مرتب کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کرنا ایک عظیم نعمت سے کم نہیں اس لحاظ سے مولانا ابوعمیر زاہد حسین مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس گراں قدر مجموعہ کوعوام الناس کے استفادے کے لئے پیش کیا یہ کتاب اس قابل اور لائق ہے کہ مسلمان اس کوحرزہ جان بنا کر اللہ کی پناہ حاصل کریں اور جعلی عاملوں کے جال میں پھنسنے سے بچتے رہے اس اہم کتاب کے ترجے کی سعادت مولانا حنیف الرحمٰن کو حاصل ہے کہ انہوں نے اس مجموعے پرتعلیقات وتخریج کا نہایت اہم اور مشکل کام سرانجام دیا۔اللہ مؤلف اور مترجم دونوں کومزید علمی ترقی عطا فرمائے اوراس کی کتاب کونافع خلائق بنائے آمین۔

● **ربط وخلاصہ تفسیر امام لاہوری وامام شاہ منصوری**

افادات: امام اولیاء وعلامہ احمد علی لاہوری، زینت المفسرین مولانا عبدالھادی شاہ منصوری

تالیف: ابومحمد مفتی عبدالحمید حقانی۔ ضخامت:۷۰۶ صفحات ناشر: مکتبہ عمرفاروق پشاور

پاکستان کے دوعظیم علماء ومفسرین مولانا احمد علی لاہوری اور مولانا عبدالھادی شاہ منصوری نوراللہ مرقدہما تفسیر قرآن کے حوالے معروف شخصیات ہیں، ان کے افادات قرآنی سے ہزاروں، لاکھوں لوگ فیض یاب ہو چکے ہیں۔زیر تبصرہ کتاب ''ربط وخلاصہ تفسیر'' ان شیخین کریمین کے تفسیری نکات وافادات اورقرآنی سورتوں کے خلاصہ جات پر مشتمل ہے، جسے جامعہ حقانیہ کے ہونہار فاضل مفتی عبدالحمید حقانی نے انتہائی جانفشانی اورعرق زیریں کے ساتھ مرتب کیا۔ترتیب کتاب موصوف کے ذوق تحقیق وترتیب کا آئینہ دار ہے۔ قرآن کے ۱۱۴ سورتوں کا بالترتیب اندراج اوراس کے متعلق شیخین کریمین کے تمام افادات کوایک ہی گلدستہ میں جمع کرنا کمال اور لائق تحسین ولائق داد ہے۔